عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ
ستمبر 2006ء

جلد ۳۹ /۱۰
شمارہ ۸

سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر' تیاری کیجئے

مسلمانوں کی پریشانی کے اسباب

7 ستمبر... ایک تاریخ ساز دن

قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ، چار اصولی باتیں

شب نجات.... فضیلت شعبان

www.khatm-e-nubuwwat.com
Email: mahanamalolaak@yahoo.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ ۸ .... جلد ۳۹/۱۰

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ — مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ — مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ — فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ

حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ — حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ — شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ — حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

بانی: مجاہد ختم نبوۃ حضرت مولانا تاج محمودؒ

زیر سرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ

زیر سرپرستی: پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ طارق محمود

ایڈیٹر: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

سرکولیشن منیجر: رانا محمد طفیل جاوید

منیجر: قاری محمد حفیظ اللہ

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا عزیز الرحمن ثانی	مولانا فقیر اللہ اختر
مولانا مفتی حفیظ الرحمن	مولانا محمد نذیر عثمانی
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا غلام حسین
مولانا محمد طیب فاروقی	مولانا محمد اسحاق ساقی
مولانا محمد قاسم رحمانی	مولانا غلام مصطفےٰ
مولانا عبدالستار حیدری	مولانا عبدالحکیم نعمانی
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا محمد حسین ناصر	مولانا عبدالرزاق

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ ملتان

فون: ۴۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمتہ الیوم!

7 ستمبر.....ایک تاریخ ساز دن	صاحبزادہ طارق محمود	3
سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر.....تیاری کیجئے	ادارہ	5

مقالات ومضامین!

فضائل مدینہ وآداب زیارت	حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی	10
غازی علم الدین اور عامر چیمہ نے ہتھیار کیوں اٹھایا	حضرت مولانا محمد صدیق ارکانی	25
شب نجات فضیلت شعبان	صاحبزادہ طارق محمود	28

ردقادیانیت!

قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ.....چار اصولی باتیں	حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ	43

متفرقات!

مسلمانوں کی پریشانی کے اسباب	انتخاب ابوسجاد	51
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	55

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

7 ستمبر 1974ء...... ایک تاریخ ساز دن!

7 ستمبر 1974ء کے دن کو ہماری قومی وملی تاریخ میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ دن مسلمانوں کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک ایسا گروہ جس نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ اس دن اپنے منطقی انجام کو پہنچا۔ مسلمانوں کے دیرینہ مطالبہ پر وقت کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو ایک آئینی ترمیم کے ذریعہ جمہوری اور پارلیمانی بنیاد پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخ ساز فیصلہ کیا۔ سب سے پہلے مفکر پاکستان علامہ اقبال مرحوم نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا اگرچہ محتاط مطالبہ کیا تھا۔ تاہم عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانی فتنہ کے مضمرات کے حوالے سے علامہ اقبال مرحوم کے بلند پایہ افکار ونظریات گواہ ہیں کہ انہوں نے قادیانیت کے خاتمہ کے لئے وہی حل تجویز فرمایا تھا جو آج سے پندرہ سو برس پہلے اسلام نے ارتداد اختیار کرنے والوں کے لئے پیش کیا تھا۔ قادیانی فتنہ کا خاتمہ دینی ضوابط، شرعی اصولوں اور علامہ اقبالؒ کے فکری تقاضوں کے تحت ہی ممکن ہے۔

الگ امت...... الگ قوم

7 ستمبر 1974ء کا یادگار فیصلہ اپنے پیچھے مسلمانوں کی طویل جدوجہد کا حاصل ہے۔ قادیانیوں کو ان کے مذہبی، دینی اور معاشرتی تشخص کی بنا پر مسلمانوں سے الگ قوم قرار دینا ضروری تھا۔ قادیانیوں کے مخصوص مذہبی عقائد، قول وفعل اور طرز عمل نے ثابت کردکھایا کہ وہ بہر طور مسلمانوں سے علیحدہ قوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی خانہ ساز نبوت اور ان کے مختلف نوع کے دعاوی پر ایمان ویقین رکھنے کے بعد وہ ایک ایسی امت کا درجہ رکھتے ہیں جن کا ملت اسلامیہ سے کوئی تعلق باقی نہیں رہ جاتا۔ الگ دین، الگ مذہب، الگ معاشرت اور الگ پیغمبر پر ایمان کے بعد قادیانیوں کو مسلمانوں کی صفوں سے نکال کر اپنے مذہب کا تحفظ اور پیغمبر اسلام ﷺ کی عزت وناموس کا دفاع کرنا مسلمانوں کا دینی، شرعی، اخلاقی اور قانونی حق تھا۔ چنانچہ مسلمانوں نے ایک طویل پرامن تحریک کے ذریعہ اپنا اصولی حق حاصل کیا۔ قادیانیت کا احتساب اس لئے بھی ضروری تھا کہ انہوں نے نہ صرف اسلام کا لیبل استعمال کیا بلکہ مخصوص مقدس شعائر اسلامی کو اختیار کرکے اہانت اسلام کا ارتکاب کیا اور مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ بھی ڈالا۔

29 مئی 1974ء کا سانحہ

1974ء میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء کا ایک گروپ سیر وتفریح کی غرض سے بذریعہ (ٹرین) چناب ایکسپریس براستہ چناب نگر (ربوہ) سے گزرا۔ بعض قادیانیوں نے انہیں قادیانیت کی تبلیغ اور دعوت کے حوالے سے لٹریچر دیا۔ جس پر باہمی تو تکرار اور تصادم کی نوبت آئی۔ قادیانی جماعت نے 29 مئی 1974ء کو طلباء کی واپسی پر انہیں سبق سکھانے کے لئے عملاً دہشت گردی کرنے کی پیشگی منصوبہ بندی کی۔ 3 ہزار کے قریب خدام الاحمدیہ کے نوجوانوں نے قادیانی جماعت کی ذیلی تنظیموں کے سربراہوں کی موجودگی میں پہلے طلباء کی مخصوص بوگی کو آگ لگانے کی کوشش کی۔ بعد ازاں ان کے ڈبے کو گھیرے میں لے کر طلباء پر وحشیانہ تشدد کیا۔ اس تمام کارروائی کی نگرانی مرزا طاہر احمد نے کی۔ اس دوران وہ احمدیت زندہ باد محمدیت مردہ باد کے نعرے لگا کر اور بھنگڑا ڈال کر اپنی فتح کا جشن مناتے رہے۔

تحریک ختم نبوت کے رہنما مولانا تاج محمودؒ کو اس سانحہ کی اطلاع ملی تو انہوں نے آغا شورش کاشمیریؒ اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر سید محمد یوسف بنوریؒ کو بذریعہ ٹیلی فون مطلع کیا۔ جبکہ مولانا کے معتمد ساتھی مولوی فقیر محمد نے مقامی انتظامیہ، پولیس، تاجر، علماء، وکلاء اور طلباء کو مطلع کیا۔ ٹرین کے فیصل آباد پہنچنے سے پہلے مسلمانوں کا اچھا خاصا ہجوم جمع ہو گیا۔ زخمی طلباء کی حالت زار دیکھ کر مسلمانوں کے دل بھر آئے۔ ابتدائی طبی امداد علاج معالجہ اور تواضع کے بعد طلباء کو ائر کنڈیشن بوگی میں منتقل کیا گیا۔ تحریک کے قائد مولانا تاج محمودؒ نے طلباء اور مجمع سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہم اپنے جگر کے ٹکڑوں کے خون کو رائیگاں نہیں جانے دیں گے۔ طلباء کے خون کا حساب لیا جائے گا۔ چناب ایکسپریس تقریباً 4 گھنٹے تاخیر سے روانہ ہوئی تو طلباء کو عقیدت وافتخار اور ایسے والہانہ انداز میں رخصت کیا گیا۔ جسے وہ مدتوں یاد رکھیں گے۔ زرعی یونیورسٹی کے طلباء کی آمد نے ماحول کو اور زیادہ پرجوش بنا دیا تھا۔ روانگی کے لئے ٹرین کی حرکت کے ساتھ ہی پلیٹ فارم پر تاج وتخت ختم نبوت زندہ باد۔ مرزائیت مردہ باد۔ محمدیت زندہ باد۔ مجاہد طلباء زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا۔ دوسرے روز اخبارات نے ''سانحہ ربوہ'' کو شہ سرخیوں اور زخمی طلباء کی تصویروں کے ساتھ شائع کیا۔ تو پورا ملک سراپا احتجاج بن گیا۔ اس واقعہ کے بعد اس تحریک کا آغاز ہوا جس کے نتیجہ میں قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

پرامن تحریک کا آغاز

29 مئی 1974ء کے دلخراش سانحہ کے بعد مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں آیا۔ شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے قادیانیوں کے خلاف تحریک چلانے کا اعلان کیا۔ آل پارٹیز مجلس عمل میں شامل قائدین اور رہنماؤں نے بہترین حکمت عملی، منصوبہ بندی سے پرامن تحریک چلانے کا فیصلہ کیا۔ مجلس عمل کا پہلا اجلاس 9 جون کو

شیرانوالہ گیٹ لاہور میں ہوا۔ جس میں تمام دینی سیاسی جماعتوں کے قائدین اور نمائندوں نے شرکت کی۔ 29 مئی کے واقعہ کی تحقیقات کے لئے جسٹس ہمدانی کی سربراہی میں ایک کمیشن مقرر کیا گیا۔ جس نے 112 صفحات پر مشتمل حتمی رپورٹ وزیراعلی پنجاب مسٹر حنیف رامے کو پیش کر دی۔ مجلس عمل نے مطالبات تسلیم کروانے کے لئے 14 جون 1974ء کو ملک گیر ہڑتال کا اعلان کیا اور مسلمانوں سے قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کرنے کی اپیل کی گئی۔ ہڑتال کامیاب رہی جبکہ قادیانیوں سے متعلق سوشل بائیکاٹ کا ہتھیار کارگر ثابت ہوا۔ پورے ملک میں جلسے جلوسوں کی لہر اور اتحاد بین المسلمین کے عملی مظاہروں نے حکومت کو قادیانی مسئلہ پر سنجیدگی سے سوچنے پر مجبور کر دیا۔ پرامن تحریک کے لئے باقاعدہ متحدہ مجلس عمل کا انتخاب عمل میں آیا۔

تاریخی فیصلہ

سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو سے ہزار اختلاف کے باوجود یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ انہوں نے قادیانیوں کے غیرمسلم اقلیت قرار دینے سے قبل بہتر حکمت عملی، دوراندیشی اور اعلیٰ تدبر کا مظاہرہ کیا۔ قومی اسمبلی میں قادیانی جماعت کے دونوں گروپوں (ربوہ گروپ) لاہوری گروپ کو اپنے عقائد، جماعتی موقف پیش کرنے کو کہا گیا۔ اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار نے بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر گیارہ روز جرح کی۔ مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا عبدالمصطفے الازہری، مولانا ظفر احمد انصاریؒ، مولانا عبدالحکیم، مولانا عبدالحقؒ، چوہدری ظہور الٰہی مرحوم نے پوری تندہی، جانفشانی سے قومی اسمبلی میں قادیانیت کو اس کے منطقی انجام تک پہنچانے میں تاریخ ساز کردار ادا کیا۔ بیرونی دباؤ کے باوجود سابق وزیراعظم نے قادیانی مسئلہ کو آئینی جمہوری پارلیمانی بنیادوں پر حل کرنے کے عزم کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ جات، الہامات، نظریات، پیش گوئیاں، مذہبی عقائد، تنسیخ جہاد، کے خلاف فتویٰ جات ...... کے علاوہ عام مسلمانوں کے بارے میں مکروہ عقائد منظر عام پر آئے تو قادیانیت کی حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو گئی۔ قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دینے کی تاریخی قرارداد مولانا شاہ احمد نورانیؒ کو پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جسے قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر منظور کر لیا۔ ساتھ ہی پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں اس قرارداد کی توثیق بھی ہو گئی۔ اس طرح مسلمانوں کی 90 سالہ جدوجہد رنگ لائی۔ 7 ستمبر 1974ء کو حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے خواب اور علامہ اقبالؒ کے مطالبہ کی تکمیل ہوئی۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر...... تیاری کیجئے!

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ حضرت الامیر خواجہ خواجگان الشیخ مولانا خان محمد دامت برکاتہم کی قیادت میں، صوفی کامل پیر طریقت حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم کی سیادت میں ہزاروں علمائے ملت، زعمائے قوم کی

رفاقت میں کاروان ختم نبوت رواں دواں ہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور احتساب فتنہ قادیانیت کا جو بیج بویا تھا وہ الحمدللہ بار آور درخت بن چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ہوں مولانا کاشمیریؒ کے شاگرد رشید سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ پر جنہوں نے اپنے اُستاد کے لگائے مشن میں تن، من، دھن کی بازی لگائی۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے بے مثل رفقاء کی جماعت نے قادیانیت کے ناسور کی بیخ کنی کے لئے اپنی توانائیاں وقف کردیں۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ کال کوٹھڑیوں میں محبوس رہ کر حق کی شمع روشن کی۔ اپنے ذاتی مفادات کو مسئلہ ختم نبوت پر ترجیح دی۔ قادیانی ذریت کے فرعونوں کے ساتھ وقت کے حکمرانوں سے ٹکرلی۔

چراغ کتنے نڈر تھے شب جوانی کے
ہوا کے رخ پہ چلے اور رات بھر ٹھہرے

برصغیر پاک و ہند میں قادیانی فتنہ کو برطانوی سامراج نے نظریہ ضرورت کے تحت پیدا کیا۔ پروان چڑھایا۔ اطاعت برطانیہ اور تنسیخ جہاد کی خاطر مرزا غلام احمد قادیانی کی خانہ ساز نبوت کا ڈھونگ رچایا گیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک کو برطانوی سامراج کی مکمل آشیر باد حاصل رہی۔ مرزا قادیانی کے جماعتی ڈھانچہ کی تشکیل و ترتیب میں برطانوی سرکار نے ہر طرح سے سرپرستی کی۔ اُن مخصوص حالات کے تناظر میں جن علماء، زعماء اور رہنماؤں نے خانہ ساز نبوت کو چیلنج کیا اور محاسبہ قادیانیت کے میدان میں اترے بلاشبہ انہوں نے اخلاص، جذبہ حریت، ایثار و قربانی اور صبر و استقامت کی ایک فقید المثال تاریخ رقم کی۔ مختلف مکاتب فکر کے علمائے کرام نے روحانی، دینی، مذہبی، سیاسی، علمی محاذ پر مسئلہ ختم نبوت کے دفاع اور مرزائیت کی بیخ کنی میں قابل قدر کردار ادا کیا۔ احتساب قادیانیت کی تاریخ تفصیل طلب موضوع ہے۔ اس سے قطع نظر اس میں شک نہیں کہ ہر دور میں علماء اور مختلف رہنماؤں نے مسلسل فتنہ قادیانیت کے خلاف جہاد جاری رکھا۔ تحریک ختم نبوت کا کارواں چلتا رہا۔ بساط کے مطابق احتساب کا عمل بھی جاری رہا۔ قدرت کی بے نیازی کہ 1974ء میں قادیانیوں کو پارلیمنٹ کی سطح پر ایک آئینی ترمیم کے ذریعہ غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قادیانیوں کے خلاف فیصلہ ہوا تو مختلف اسلامی ملکوں نے پاکستان کی تقلید کرتے ہوئے اپنے ممالک میں بھی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ قومی اسمبلی کے فیصلہ کے بعد مختلف ہائی کورٹس، سپریم کورٹ آف پاکستان، وفاقی شرعی عدالت گویا ہر عدالتی محاذ پر قادیانیوں کے خلاف ہونے والے فیصلہ کی توثیق ہوئی۔ اس وقت قادیانیت کے خلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے علاوہ کچھ دیگر تنظیمیں اور جماعتیں بھی سرگرم عمل ہیں۔ الحمدللہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ واحد جماعت ہے جو اندرون و بیرون ملک محاسبہ قادیانیت میں مستعدی سے فرائض منصبی ادا کررہی ہے۔ اور اپنے ممکنہ وسائل اور ذرائع سے قادانی فتنہ کے تعاقب میں ہے۔

ختم نبوت کانفرنس برمنگھم

برمنگھم (برطانیہ) میں امسال 6/اگست 2006ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام بین الاقوامی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہو چکی ہے۔ گزشتہ چند برس کے لئے اگرچہ کانفرنس کے انعقاد اور عالمی سطح کے رہنماؤں کے برطانیہ میں داخلہ پر پابندی کے باعث مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ تاہم اللہ کے فضل وکرم اور سرکار دو عالم ﷺ کی ختم المرسلین کے صدقہ مقدس مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا چھوڑی جا رہی۔ مقام شکر ہے کہ برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کارکردگی اور سالانہ کانفرنس کے مثبت اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ اگر یورپی ممالک مذہبی آزادی کے حوالہ سے بھی تجزیہ کریں تو انہیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ قادیانیت اسلام کے بمقابل علیحدہ مذہب اور مسلمانوں کے بمقابل قادیانی علیحدہ قوم کی حیثیت رکھتے ہیں جیسا کہ مفکر پاکستان علامہ اقبال نے قادیانیت کے بارے میں حتمی رائے دے کر اس بات پر مہر تصدیق ثبت کر دی تھی کہ قادیانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی وہ امت مسلمہ کا حصہ ہیں۔

25ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

22/21 ستمبر 2006ء کو 25ویں سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں منعقد ہو رہی ہے۔ 7 ستمبر 1974ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ اس وقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ تھے۔ آپ کی ہدایات پر مجاہد ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ مجلس کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد شریف جالندھریؒ کی کاوشوں سے دسمبر 1974ء میں آر/ایم ربوہ (چناب نگر) کی عدالت کے ملحقہ ایک تھڑا پر جمعہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس کے بعد مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن پر قائم ہوئی۔ مسجد احرار بخاری مسجد قائم ہوئی۔ ربوہ جس کا اب سرکاری نام چناب نگر ہے۔ اس کو کھلا شہر قرار دینے کے لئے مسلم کالونی قائم کی گئی۔ اس میں مجلس تحفظ ختم نبوت نے نو کنال قطعہ اراضی پر جامع مسجد ختم نبوت، مدرسہ ختم نبوت، بخاری لائبریری، دارالمبلغین اور دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبوں پر مشتمل تعمیراتی پلان بنایا۔ بحمداللہ! اب عظیم الشان جامع مسجد دو منزلہ مدرسہ اور دیگر شعبہ جات کی تعمیر مکمل ہو گئی ہے۔ عظیم الشان دارالقرآن تعمیر کئے گئے ہیں۔ چھ درجات حفظ وناظرہ لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کے لئے کام کر رہے ہیں۔ مدرسہ ختم نبوت وفاق المدارس کے ساتھ ملحق ہے۔ اساتذہ کی سات رہائش گاہیں اس کے علاوہ ہیں۔ جامع مسجد و مدرسہ کے سامنے کئی کنال اراضی مزید عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے خرید کی ہے۔

درس نظامی کا اجراء

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مدرسہ تعلیم القرآن ختم نبوت چناب نگر میں درس نظامی کا اجراء امسال

شوال 1427ھ سے شروع ہورہا ہے۔ چناب نگر میں اہل اسلام کی کوئی ہسپتال یا ڈسپنسری نہ تھی۔ الرشید ٹرسٹ کراچی نے توجہ کی۔ عرصہ سے اہل اسلام کے علاج ومعالجہ کے لئے الرشید کلینک احسن طریق پر کام کررہا ہے۔ جس سے مسلمانوں کے علاج ومعالجہ کی ضروریات بطریق احسن پوری ہورہی ہیں۔ ایک سرکاری ڈسپنسری بھی قریب میں قائم ہے۔ 1975ء سے ہی جامع مسجد محمدیہ زیر اہتمام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیرت کانفرنسوں اور دیگر مواقع پر مختلف اجتماعات ہونے شروع ہوئے۔ ان دنوں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ میں منعقد ہوتی تھی۔ اس کانفرنس کے موقعہ پر اجتماعی جمعہ محمدیہ مسجد ریلوے اسٹیشن چناب نگر پر رکھا جاتا تھا۔ 1986ء سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے چنیوٹ سے ختم نبوت کانفرنس کو چناب نگر میں منتقل کیا۔ اس سال 25ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ہے۔ یہ کانفرنس دراصل قادیان سے چنیوٹ اور چنیوٹ سے چناب نگر سو سالہ امت مسلمہ کی محنتوں کا ایک تسلسل ہے۔

سالانہ ردقادیانیت وعیسائیت کورس

دینی مدارس میں شعبان المبارک میں چھٹیوں کے دوران عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دارالمبلغین کے تحت سالانہ ردقادیانیت وعیسائیت کورس ہوتا ہے۔ ملک بھر سے علماء، مناظرین، سکالرز لیکچر دیتے ہیں۔ یہ بھی قادیان سے ملتان اور ملتان سے چناب نگر امت کے سوسالہ تسلسل کی ایک کڑی ہے۔ چناب نگر کے اس کورس سے ہزاروں علماء وطلباء فیضیاب ہوچکے ہیں۔ امسال یہ کورس 26/اگست تا 19/ستمبر 2006ء سے شروع ہورہا ہے۔ جس کا آغاز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی دعاؤں سے ہوگا۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں تمام مکاتب فکر کے زعماء کی شرکت

سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس میں دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، شیعہ تمام مکاتب کی ہمیشہ نمائندگی ہوتی رہی ہے۔ ہمیشہ یہ کانفرنس اتحاد بین المسلمین کا عملی ثبوت ہوتی ہے۔ یہ کانفرنس چناب نگر میں ہونے والے تمام اجتماعات سے بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر سے عوام کی بھاری تعداد وفود اور قافلوں کی شکل میں شرکت کرتی ہے۔ یوں یہ کانفرنس استحکام پاکستان کا بھی مظہر ہوتی ہے۔ انفرنس جمعرات صبح دس بجے سے شروع ہوکر جمعہ عصر کی نماز پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔

اس کے کل پانچ اجلاس ہوتے ہیں۔ جبکہ عصر کے بعد سوالات وجوابات اور دروس کی محافل اس کے علاوہ منعقد ہوتی ہیں۔ کانفرنس کا پنڈال حاضری، تقاریر، جوش وجذبہ دیکھ کر منی رائیونڈ کا سا منظر ہوتا ہے۔ کانفرنس کے سرپرست وصدر شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور پیر طریقت حضرت

مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم اور منتظم اعلیٰ مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ ہوتے ہیں۔ کانفرنس سے قبل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین حضرات کی ٹیم فیصل آباد اور سرگودہا ڈویژن کے ہر چھوٹے بڑے شہر میں تبلیغی دورہ کر کے شرکت کی دعوت دیتی ہے۔ کانفرنس میں شرکاء کا جوش و جذبہ دیکھنے والا ہوتا ہے۔ تمام دینی جماعتوں کے سربراہان کی شرکت پر ایمان پرور نظارے دیکھنے میں آتے ہیں۔ شمع رسالت کے پروانوں کا عظیم اجتماع ہوتا ہے۔ جمعہ کی نماز پر جامع مسجد و مدرسہ کا صحن بر آمدے، چھتیں تک پر ہو جاتی ہیں۔ ہزاروں بندگان خدا جب نماز کے لئے سجدہ ریز ہوتے ہیں تو آسمانی فرشتے بھی رشک سے دیکھتے ہوں گے۔ کانفرنس کے روحانی مناظر قابل نظارہ ہوتے ہیں۔

تمام مکاتب فکر کے علماء، مشائخ وشیوخ حدیث، مناظرین، سکالرز کے ایمان دار، جہاد آفریں، حقائق افروز مناظر سے فضائیں معمور اور روحیں مسرور ہوں گی۔ 22/21 ستمبر 2006ء کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔ کانفرنس کی انتظامیہ مہمانوں کی آمد کے لئے سراپا انتظار ہے۔ سالانہ خالصتاً دینی، مذہبی، روحانی اجتماع سے بہرہ ور ہونے کے لئے تشریف لائیں۔

صدائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی اکابر حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ خطیب پاکستان، حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا لال حسین اخترؒ، حضرت مولانا محمد حیاتؒ، حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ، حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ حضرت محمد شریف بہاولپوریؒ حضرت مولانا تاج محمودؒ، حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے روحانی ورثاء اس کانفرنس کے انتظامات کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے سراپا اخلاص ہوتے ہیں۔

حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا سید مہر علی شاہ گولڑویؒ، حضرت مولانا ابوالحسنات خلیل احمد قادریؒ، حضرت مولانا ابوالوفاء شاہ جہان پوریؒ، حضرت مولانا عالی الحائریؒ، حضرت مولانا سید مظفر علی شمسی، حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، حضرت مولانا عبدالحقؒ، حضرت مولانا داؤد غزنویؒ، حضرت مولانا مفتی محمودؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ، جناب صاحبزادہ افتخار الحسنؒ، حضرت مولانا صاحبزادہ فیض الحسن، حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ، حضرت مولانا علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، حضرت مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ جناب آغا شورش کاشمیریؒ، حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ ایسے ہزاروں علماء و مشائخ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان کے حلقہ اثر کے حضرات کی شرکت سے ان مرحوم اکابر کی محفل کا نقشہ آنکھوں کے سامنے رقص کناں ہوتا ہے

فضائل مدینہ وآداب زیارت!

امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ

مدینہ منورہ کا تقدس اور اس کی عظمت وشان صرف اسی بات سے ظاہر ہے کہ وہ خاتم الانبیاء ﷺ کا مسکن تھا اور اب آپ ﷺ کی آرام گاہ ہے۔ یہ ایک ایسی بڑی فضیلت ہے جو کسی دوسرے مقام کو نصیب نہیں اور کوئی دوسری فضیلت کیسی ہی کیوں نہ ہو اس کی ہمسری کسی طرح نہیں کرسکتی۔

مدینہ منورہ کے نام

مدینہ منورہ کے نام احادیث میں بکثرت وارد ہوئے ہیں۔ یہ بھی ایک شعبہ اس کی فضیلت کا ہے۔ منجملہ ان کے چند نام میں یہاں لکھتا ہوں۔ ''طابہ ، طیبہ ، طیّبہ ، طائبہ '' علماء نے لکھا ہے کہ ان ناموں کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ نہایت پاک اور پاکیزہ مقام ہے۔ نجاسات معنوی یعنی شرک وکفر سے بھی پاک ہے اور نجاسات ظاہری سے بھی بری ہے۔ وہاں کے درودیوار اور ہر چیز میں حتیٰ کہ مٹی میں بھی نہایت لطیف خوشبو آتی ہے۔ جو ہرگز کسی دوسری خوشبودار چیز میں پائی نہیں جاتی۔ اس خوشبو کا ادراک اکثر اہل ایمان کرتے ہیں۔ خاص کر وہ لوگ جن کے دل حضرت سید المرسلین ﷺ کی محبت سے لبریز ہیں۔ اس خوشبو کی دل ربا کیفیت سے خوب واقف ہیں۔ حضرت شیخ شبلیؒ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کی مٹی میں ایک عجیب خوشبو ہے۔ جو مشک وعنبر میں ہرگز نہیں۔ شیخ ابوعبداللہ عطار کا شعر ہے کہ:

بطیب رسول اللّٰہ طاب نسیمھا
فما المسك والكافور والصندل الرطب

''رسول خدا ﷺ کی خوشبو سے اس کی ہوا خوشبودار ہوگئی ہے۔ پس نہ مشک اس کی برابری کرسکتا ہے اور نہ کافور اور صندل۔''

حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص مدینہ منورہ کو بے خوشبو کہے یا وہاں کی ہوا کو خراب کہے وہ واجب التعزیر ہے۔ اسے قید کردینا چاہئے۔ یہاں تک کہ صدق دل سے توبہ کرے۔ ''ارض اللّٰہ! دار الھجرۃ ، بیت رسول اللّٰہ ، حرم رسول اللّٰہ ، محبوبہ ، حسنہ '' اور بھی بہت سے نام ہیں۔ جو علماء نے ذکر کئے ہیں۔ سب سے زیادہ مشہور نام مدینہ ہے۔ احادیث میں مدینہ منورہ کے فضائل بہت وارد ہوئے ہیں۔ اس مقام پر صرف چند حدیثیں صحیح صحیح لکھی جاتی ہیں۔

مدینہ منورہ کے فضائل

✿ ...... جب شروع شروع میں رسول اللہ ﷺ ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے ہیں۔ اس وقت

وہاں کی آب وہوا نہایت ناقص وخراب تھی۔ اکثر وبائی بیماریاں رہتی تھیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت بلالؓ آتے ہی سخت بیمار ہوگئے تھے تو اس وقت رسول خدا ﷺ نے یہ دعا مانگی تھی کہ اے اللہ! مدینہ کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دے۔ جیسا کہ ہم لوگوں کو مکہ سے محبت ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اے اللہ! ہمارے صاع اور مد میں برکت دے اور مدینہ کی آب وہوا کو درست کردے اور اس کا بخار جحفہ کی طرف بھیج دے۔ (صحیح بخاری)

۞...... آنحضرت ﷺ کو مدینہ منورہ سے اتنی محبت تھی کہ جب کہیں سفر میں تشریف لے جاتے تو لوٹتے وقت جب مدینہ منورہ قریب رہ جاتا اور اس کی عمارتیں دکھائی دینے لگتیں تو حضور ﷺ اپنی سواری کو کمال شوق میں تیز کر دیتے اور فرماتے کہ یہ طابہ آ گیا۔ (صحیح بخاری) اور اپنی چادر مبارک اپنے شانہ اقدس سے گرا دیتے اور فرماتے کہ یہ طیبہ کی ہوائیں ہیں۔ صحابہؓ میں سے جو کوئی بوجہ گرد وغبار کے اپنا منہ بند کرتا تو آپ منع کرتے اور فرماتے کہ مدینہ کی خاک میں شفاء ہے۔ (جذب القلوب)

۞...... حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایمان مدینہ کی طرف لوٹ آئے گا۔ جیسے کہ سانپ اپنے سوراخ کی طرف لوٹ آتا ہے۔ (صحیح بخاری)

۞...... حضرت محمد مصطفی ﷺ نے فرمایا کہ دجال کا گزر ہر شہر میں ہوگا۔ مگر مکہ اور مدینہ میں نہ آنے پائے گا۔ فرشتے ان کی محافظت کریں گے۔ (صحیح بخاری)

۞...... حضرت محمد مصطفی ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ برے آدمیوں کو اس طرح نکال دیتا ہے۔ جیسے لوہے کی بھٹی لوہے کے میل کو نکال دیتی ہے۔ (صحیح بخاری)

یہ خاصیت مدینہ منورہ میں ہر وقت موجود ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز جب مدینہ منورہ سے شام آنے لگے تو بہت خائف تھے۔ اپنے ساتھیوں سے کہتے تھے کہ ”نخشی ان تکون ممن نفسة المدینه“ یعنی ہم کو خوف آتا ہے کہ کہیں ہم ان لوگوں میں سے تو نہیں ہیں جن کو مدینہ نکال دیتا ہے اور خاص کر اس خاصیت کا ظہور قیامت کے قریب بہت اچھے طور پر ہوگا۔ تین مرتبہ مدینہ منورہ میں زلزلہ آئے گا کہ جس قدر بد باطن لوگ اس وقت وہاں پناہ گزین ہوئے ہوں گے۔ نکل جائیں گے۔

۞...... حضرت محمد مصطفی ﷺ جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے چلنے لگے تو دعا کی کہ اے پروردگار! اگر تو مجھے اس شہر سے نکالتا ہے جو تمام مقامات سے مجھے زیادہ محبوب ہے تو اس مقام میں مجھے لے جا جو تمام شہروں سے زیادہ تجھے محبوب ہو۔

۞...... حضرت محمد مصطفی ﷺ نے فرمایا کہ جس سے یہ بات ہو سکے کہ مدینہ میں مرے اس کو چاہیے کہ مدینہ میں مرے۔ کیونکہ جو شخص مدینہ میں مر جائے گا۔ قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے ایمان کی گواہی دوں گا اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ سب سے پہلے جن لوگوں کو میری شفاعت کی دولت نصیب ہوگی وہ اہل مدینہ ہوں گے۔ بعد اس کے اہل مکہ۔ بعد اس کے اہل طائف۔ اسی وجہ سے اکثر حضرت عمر فاروقؓ دعا کیا کرتے تھے۔

جیسا کہ صحیح بخاری میں مروی ہے کہ اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب کر اور میری موت اپنے رسول کے شہر میں کر۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دونوں دعائیں قبول فرمائیں۔ خدا کی راہ میں شہید بھی ہوئے اور خاص مدینہ منورہ میں حضرت حبیب خدا ﷺ کے ہمراہ مدفون ہوئے۔ اسی وجہ سے امام مالکؒ حج کرنے کے لئے صرف ایک بار گئے اور حج کر کے فوراً مدینہ منورہ واپس آگئے۔ کبھی مدینہ منورہ سے باہر نہیں گئے کہ مبادا مدینہ سے باہر موت نہ آجائے۔ تمام عمر مدینہ منورہ میں رہے اور وہیں وفات پائی۔

✿...... حضرت محمد مصطفی ﷺ نے فرمایا ہے کہ مدینہ میری ہجرت کا مقام ہے اور وہی میرا مدفن ہے اور وہیں سے میں قیامت کے دن اٹھوں گا۔ جو شخص میرے پڑوسیوں (یعنی اہل مدینہ) کے حقوق کی حفاظت کرے گا۔ قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے ایمان کی گواہی دوں گا۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کرے گا وہ ایسا گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

✿...... مدینہ کی خاک پاک میں اور وہاں کے میوہ جات میں حق تعالیٰ نے تاثیر شفا ودیعت فرمائی ہے۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ ایک مقام ہے وادی بطحان، وہاں کی مٹی سرور عالم ﷺ مرض تپ میں تجویز فرماتے تھے اور فوراً شفا ہوتی تھی۔ اکثر علماء نے اس مٹی کے متعلق اپنا تجربہ بھی لکھا ہے کہ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ بھی جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ جس زمانہ میں میں مدینہ منورہ میں مقیم تھا۔ میرے پیر میں ایک مرض سخت پیدا ہوگیا۔ تمام اطبا نے اس امر پر اتفاق کر لیا کہ اس مرض کا آخری نتیجہ موت ہے۔ صحت دشوار ہے۔ میں نے اس خاک پاک سے اپنا علاج کیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں بہت آسانی سے صحت حاصل ہوگئی۔ اسی قسم کی خاصیتیں وہاں کی کھجور میں بھی مروی ہیں اور لوگوں نے تجربہ بھی کیا ہے۔ اگرچہ بعد ثابت ہو جانے اس امر کے کہ حضرت سرور عالم ﷺ نے یوں فرمایا ہے کہ کسی کے تجربہ کی کچھ حاجت نہیں۔ یہ تو شفائے جسمانی ہے۔ اہل ایمان تو وہاں کی خاک پاک میں شفائے روحانی کا یقین رکھتے ہیں۔

✿...... منجملہ فضائل مدینہ منورہ کے یہ ہے کہ وہاں مسجد شریف نبوی ﷺ ہے جو آخر مساجد انبیاء ہے اور مسجد قباء جو دین اسلام میں سب سے پہلی مسجد ہے اور جس کی تعریف قرآن مجید میں وارد ہوئی ہے اور اس کو مسجد تقویٰ کا لقب دیا گیا ہے۔ مسجد نبوی کے فضائل بیان کرنے کی چنداں حاجت نہیں۔ جس مسجد میں سرور انبیاء ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس کی تعمیر اپنے اہتمام سے فرمائی اور اس کو اپنی مسجد فرمایا۔ اس کی فضیلت اور بزرگی کوئی اور کیا بیان کر سکتا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ایک نماز میری مسجد میں بہتر ہے۔ ہزار نمازوں سے جو کسی اور مسجد میں ہوں۔ سوا کعبہ مکرمہ کے اور نیز فرمایا کہ لوگوں کو کسی مسجد کی زیارت کے لئے سفر کرنا جائز نہیں۔ سوا ان تین مسجدوں کے۔ میری مسجد اور مسجد حرام یعنی کعبہ اور مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس۔ مسجد قباء کے فضائل بھی بہت ہیں۔ حضرت سرور عالم ﷺ ہفتہ میں ایک بار ضرور وہاں تشریف لے جاتے تھے۔ کبھی سوار ہو کر کبھی پاپیادہ۔ (صحیح بخاری)

✿ ...... صحیح بخاری وغیرہ میں مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا میرے گھر یعنی (روضۂ مقدسہ) اور میرے منبر کے درمیان میں ایک باغ ہے۔ بہشت کے باغوں میں سے اور میرا منبر (قیامت کے دن) میرے حوض کے اوپر ہوگا۔ علماء نے اس حدیث کے کوئی مطلب بیان کئے ہیں۔ مگر صحیح مطلب یہ ہے کہ وہ خطۂ پاک جو روضۂ اقدس اور منبر اطہر کے درمیان ہے۔ بعینہ اٹھ کے جنت الفردوس میں چلا جائے گا۔ جس طرح کہ دنیا کے تمام مقامات برباد ہو جائیں گے۔ اس مقام مقدس پر کوئی آفت نہ آئے گی۔ یہی مطلب ہے۔ اس کے باغ ہونے کا منجملہ باغات بہشت کے اور حضور ﷺ کا منبر عالی قیامت میں از سر نو اعادہ کیا جائے گا۔ جس طرح آدمیوں کے بدنوں کا اعادہ ہوگا۔ پھر وہ منبر آپ ﷺ کے حوض پر نصب کر دیا جائے گا۔

مقبرہ نبوی تمام کائنات سے افضل ہے

✿ ...... تمام علماء کا اتفاق ہے کہ مدینہ منورہ کا وہ مقدس حصہ جو جسم اطہر نبوی ﷺ سے متصل ہے۔ تمام مقامات سے افضل ہے۔ یہاں تک کہ کعبہ بلکہ عرش عظیم سے بھی۔ اب اس کے بعد اختلاف ہے کہ آیا مکہ افضل ہے یا مدینہ۔ صحیح یہ ہے کہ کعبہ کو چھوڑ کر مکہ کے باقی حصہ پر مدینہ کا باقی حصہ افضل ہے۔ حضرت امیر المومنین عمرؓ فاروق اور صحابہ کا یہی مسلک ہے۔ احادیث صحیحہ سے بھی اسی مسلک کی تائید ہوتی ہے۔ علمائے محققین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ امام مالک اپنے موطا میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ فاروق نے بطور زجر وانکار کے عبداللہ بن عیاش مخزومی سے کہا کہ کیا تم یہ کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے۔ انہوں نے کہا کہ مکہ خدا کا حرم ہے اور وہاں اس کا گھر ہے (اس وجہ سے میں اس کو افضل کہتا ہوں) حضرت عمرؓ فاروق نے فرمایا کہ میں خدا کے حرم اور اس کے گھر کی نسبت کچھ نہیں کہتا۔ پھر فرمایا کہ کیا آپ یہ کہتے ہیں کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے۔ انہوں نے پھر وہی کہا کہ مکہ خدا کا حرم ہے اور وہاں اس کا گھر ہے۔ حضرت عمرؓ فارق نے فرمایا کہ میں خدا کے حرم اور اس کے گھر کی نسبت کچھ نہیں کہتا۔ کئی بار حضرت عمرؓ فاروق نے اس کلام کی تکرار فرمائی اور چلے گئے۔ معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ فاروق خانہ کعبہ کو مستثنیٰ کر کے مدینہ کو مکہ سے افضل کہتے تھے اور یہی حق ہے۔

زیارت روضۂ مقدسہ کے فضائل اور اس کا حکم

حضرت سید المرسلین ﷺ کی زیارت سرمایۂ سعادت دنیا وآخرت ہے اور اہل ایمان ومحبت کا مقصد اصلی اور حقیقی غایت اس کے فضائل بیان کرنے کی چنداں حاجت نہیں۔ قسم ہے رب العرش کے عزت وجلال بے زوال کی کہ اگر اس زیارت میں کچھ بھی ثواب نہ رکھا جاتا اور اس کا معاوضہ آخرت میں کچھ بھی نہ دیا جاتا تب بھی مشتاقان بے دل کی یہی حالت ہوتی اور حضرت رحمۃ للعالمین ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے اس وقت بھی اسی طرح مہینوں بلکہ برسوں کا سفر اختیار کر کے دشوار گزار راستوں سے عبور کر کے فوج کی فوج اس آستانہ عالی کی زیارت کے لئے آتے۔ ان کے مصائب سفر اور تمام تکالیف کا یہی معاوضہ بس ہے کہ روضۂ محبوب کی زیارت نصیب ہو جائے اور سرور انبیاء ﷺ کی مقدس چوکھٹ پر جبہ سائی کی دولت مل جائے۔ ان کے علاوہ اس دولت بے بہا یعنی دیدار جمال بے مثال روضۂ سرور انبیاء ﷺ کے اور بھی بڑے بڑے اعلیٰ مدارج کا وعدہ کیا گیا ہے۔ نمونہ کے طور پر دو چار حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

✿ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری قبر کی زیارت کرے۔ اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوتی ہے۔

✿ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میری زیارت کے لئے آئے اور میری زیارت کے سوا اس کو کوئی کام نہ ہو تو میرے اوپر ضروری ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔

✿ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص حج کرے۔ پھر بعد میری وفات کے میری قبر کی زیارت کرے وہ مثل اس شخص کے ہوگا۔ جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

✿ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قصد کر کے میری زیارت کو آئے وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا اور جو شخص حرمین میں سے کسی مقام میں مر جائے گا اس کو اللہ قیامت کے دن بے خوف لوگوں میں اٹھائے گا۔

✿ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص بعد وفات میری زیارت کرے گویا اس نے زندگی میں میری زیارت کی اور جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہوگئی اور میری امت میں جس کسی کو مقدور ہو پھر وہ میری زیارت نہ کرے تو اس کا کوئی عذر نہیں سنا جائے گا۔

احادیث کے علاوہ قرآن مجید میں بھی ایسے اشارات صریحہ موجود ہیں۔ جو زیارت قبر اقدس واطہر کی ترغیب دیتے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک آیت یہ ہے کہ: ''ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وك فاستغفر والله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما '' ﴿اور اگر وہ لوگ جبکہ اپنی جانوں پر ظلم کر چکے تھے۔ (اے نبی) تمہارے پاس آتے پھر وہ اللہ سے استغفار کرتے اور رسول (یعنی تم بھی) ان کے لئے استغفار کرتے تو بے شک وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پاتے۔﴾

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ رسول ﷺ کے پاس جانا اور ان سے استغفار کرنا باعث مغفرت ہے اور انبیاء علیہم السلام کے لئے حیات ابدی کا ثبوت تمام اہل اسلام کو مسلم اور قرآن واحادیث سے واضح طور پر ظاہر ہے۔ لہٰذا یہ شبہ بھی نہیں ہوسکتا کہ یہ فضیلت صرف اسی زمانہ کے لوگوں کو نصیب ہوسکتی تھی۔ اب اس کا وقت جاتا رہا۔ انبیاء علیہم السلام کی حیات میں تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے۔ سب اس امر کے قائل ہیں کہ انبیاء علیہم السلام بعد وفات کے زندہ ہو جاتے ہیں اور وہ زندگی اس دنیاوی زندگی سے بدرجہا کامل اور فائق ہوتی ہے۔ احادیث صحیحہ بھی اس مضمون پر دلالت کرتی ہیں۔ ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ: ''الانبياء احياء فى قبورهم يصلون '' انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بہت سی احادیث اور واقعات ہیں۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دکھائی دینا اور حضرت سعید بن مسیب کا ہمارے نبی ﷺ کی قبر اقدس سے آواز نماز کی سننا جبکہ یزید کے زمانے میں تین روز تک مسجد نبوی ﷺ میں نماز اور اذان نہیں ہوئی۔ مگر اس میں اختلاف ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا قیام قبروں میں رہتا ہے اور ان کی قبر باعتبار رتبہ کے اور نیز باعتبار آسائش کے آسمان وغیرہ سے بدرجہا افضل ہے۔

احادیث میں آیا ہے کہ جو شخص حضور ﷺ کی قبر شریف کے پاس جا کر سلام کرتا ہے۔ حضور ﷺ خود اس کا

جواب دیتے ہیں۔ بخوف طوالت اس بحث کو بڑھایا نہیں جاتا۔ اکثر علماء نے اس مسئلہ میں مستقل رسالے لکھے ہیں اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے جذب القلوب میں بہت کچھ لکھ دیا ہے۔ اکثر علمائے حنفیہ اس کے سنت ہونے کے قائل ہیں اور محقق ابن ہمامؒ نے فتح القدیر میں لکھا ہے کہ وہ قریب واجب کے ہے اور بعض علماء اس زیارت کے واجب ہونے کے قائل ہیں۔ شارح لباب المناسک فی الدرۃ المضیئۃ میں اور فقیہ خیر الدین رملی نے منح کے حاشیہ میں اور علماء نے اور کتابوں میں اسی قول کو اختیار کیا ہے اور راقم ناچیز بھی اسی قول کو قوی اور اختیار کرنے کے لئے اولیٰ سمجھتا ہے۔

حافظ ابن کثیر محدث اپنی تفسیر میں اس آیت کے نیچے لکھتے ہیں کہ محمد بن حرب ہلالی کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ گیا اور قبر شریف کی زیارت کر کے سامنے بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ:''ولو انہم الایۃ'' لہٰذا میں اپنے گناہوں سے استغفار کرتا ہوا آپ کو اپنا شفیع بنانے کے لئے آیا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ بہت رویا اور اس نے ولولۂ شوق میں دو شعر عرض کئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔

نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ
فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم

''میری جان اس قبر پر فدا ہو جس میں آپ رہتے ہیں۔ اس میں پرہیزگاری اور جود وکرم ہے۔''

محمد بن حرب کہتے ہیں کہ اس اعرابی کے لوٹ جانے کے بعد میں نے حضرت سرور عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں۔ اس اعرابی سے جاکر ملو اور اس کو بشارت دو کہ اللہ نے تیرے گناہ میری شفاعت سے بخش دیئے۔ اب باقی رہا یہ مسئلہ کہ زیارت قبر شریف کا کیا حکم ہے۔ یعنی یہ سنت ہے یا واجب۔ علمائے محققین اس کے وجوب کے قائل ہیں اور احادیث سے ان ہی کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جس شخص نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی۔ اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ اسی مضمون کی اور بھی احادیث ہیں اور تمام علماء کا سلف سے آج تک تارکین زیارت پر رد وقدح کرنا اور ترک زیارت کو معیوب سمجھنا بھی اسی امر کی دلیل ہے کہ وہ لوگ زیارت کو واجب سمجھتے تھے ورنہ سنت یا مستحب کے ترک پر ایسے سخت کلمات کا استعمال جیسے تارکین زیارت پر ان لوگوں نے کیا ہے۔ نہیں ہوا۔ علاوہ ان سب کے سلف صالحین کا صحابہ وتابعین کے زمانہ میں اس زیارت باسعادت کے لئے اہتمام کرنا اور اس پر سخت التزام رکھنا اس کے وجوب کی طرف صریح اشارہ کر رہا ہے۔ احادیث میں تارک زیارت کے لئے وعید وارد ہوئی ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ سنت ومستحب کے تارک پر وعید نہیں وارد ہوتی۔ وعید صرف تارک واجب پر ہوتی ہے۔ احادیث میں آیا ہے کہ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ اس حدیث پر اگرچہ بعض لوگوں نے جرح کی ہے۔ مگر یہ حدیث بہت سندوں سے مروی ہے اور اس وجہ سے اس کے حسن ہونے میں کلام نہیں ہوسکتا اور حدیث حسن باتفاق محدثین قابل استدلال ہے۔ اس سے احکام شرعیہ کا اثبات کیا جاتا ہے۔ مولانا شیخ محمد عبدالحی لکھنوی نے کتاب السعی المشکور میں اس حدیث کو لکھا ہے اور ان کی سندیں بیان کی ہیں اور ان کا حسن ہونا ثابت کیا ہے اور محدثین سے ان کے حسن ہونے کی تصریح نقل کی ہے۔

حضرت بلالؓ مؤذن کا خاص زیارت روضہ اقدس کے لئے شام سے مدینہ منورہ آنا بہت مشہور واقعہ اور صحیح روایت ہے۔ ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ فاروق کے عہد خلافت میں حضرت بلال شام سے مدینہ منورہ آئے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت سرور انبیا ﷺ فرماتے ہیں کہ اے بلال یہ کیا ظلم ہے کہ تم کبھی ہماری زیارت کو نہیں آئے۔ یہ خواب دیکھتے ہی حضرت بلال وہاں سے چل دیئے۔ جب روضہ مقدسہ پر پہنچے تو بہت روئے۔ پھر حسنینؓ کے کہنے سے انہوں نے اذان دی۔ جس سے ایک قیامت برپا ہوگئی اور حضرت سید المرسلین ﷺ کی وفات کا غم از سر نو تازہ ہوگیا۔ اشہدان محمد اپر پہنچ کر ان کی عجیب حالت ہوگئی اور بغیر اذان پوری کئے اتر آئے۔ حضرت امیر المومنین عمرؓ فاروق جب بیت المقدس تشریف لے گئے اور کعب احبار مسلمان ہوئے تو حضرت عمرؓ فاروق نے ان سے فرمایا کہ اے کعب! کیا تمہارا جی چاہتا ہے کہ تم ہمارے ساتھ مدینہ چلو اور سرور کائنات ﷺ کی زیارت کرو۔ چنانچہ کعب احبار ان کے ہمراہ خاص زیارت کے لئے مدینہ منورہ آئے۔ پھر حضرت عمرؓ فاروق نے مدینہ پہنچ کر سب سے پہلے جو کام کیا وہ یہ تھا کہ روضہ مقدسہ پر حاضر ہوئے اور حضرت رحمت اللعالمین ﷺ کی جناب میں بہ تمام ادب سلام عرض کیا۔

حضرت ابن عمرؓ کی عادت تھی کہ جب کسی سفر سے آتے تو سب سے پہلے روضہ مقدسہ پر حاضر ہوکر جناب نبوی میں سلام عرض کرتے۔ امام مالکؒ اپنے مؤطا میں روایت کرتے ہیں کہ نافع سے کسی نے پوچھا کہ تم نے دیکھا ہے کہ ابن عمرؓ قبر شریف کے پاس کھڑے ہوکر سلام عرض کرتے تھے۔ انہوں نے کہا ہاں دیکھا ہے اور سو بار سے زیادہ دیکھا ہے۔ وہ قبر شریف پر کھڑے ہوکے یہ کہتے تھے کہ ''السلام علی النبی السلام علی ابابکر السلام علیٰ ابی''

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ شام سے مدینہ منورہ قاصد بھیجا کرتے تھے۔ خاص اس لئے کہ وہ ان کا سلام بارگاہ رسالت میں پہنچادے اور یہ زمانہ جلیل القدر تابعین کا تھا۔

اسی قسم کی اور بھی بہت سی روایتیں ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ اور تابعینؒ اس زیارت پر کیسے دلدادہ تھے اور اس کے لئے کتنا اہتمام کرتے تھے اور درحقیقت مومن کے لئے حق سبحانہ کے دیدار کے بعد اس سے زیادہ اور کون دولت اور نعمت ہوسکتی ہے کہ وہ اپنی آنکھوں سے اس قبۂ نوری کی زیارت کرے اور اس کے بیکساں تکیہ گاہ ہر دو جہاں کی خدمت میں سلام عرض کرے اور اس کے جواب سے مشرف ہو۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اس نعمت عظمیٰ کا لطف اس شخص سے پوچھیے جس کی قسمت نے یاری کی اور اس شربت کی چاشنی اس کو مل چکی ہو اور خدا نے اس کو قلب سلیم اور ایمان کے ساتھ درد ومحبت سے ممتاز فرمایا ہو۔ اس سے زیادہ بدنصیبی اور کیا ہوگی کہ بعض لوگ اس زیارت باسعادت کو یا اس کے لئے سفر کرنے کو ناجائز کہتے ہیں اور اپنی خوش فہمی سے اس پر نازاں ہیں۔ سنا ہے کہ بعض

لوگ حج کر کے اپنے وطن لوٹ آئے اور مدینہ منورہ نہ گئے۔ ہائے افسوس اس سے زیادہ محرومی اور کیا ہوگی۔

زیارت کا طریقہ اور اس کے آداب

۞ ...... جو شخص حج کرنے جائے اس کو چاہیے کہ اگر حج فرض ہو تو پیشتر حج سے فراغت کر لے۔ پھر زیارت کے لئے جائے اور اگر حج نفل ہو تو اختیار ہے۔ چاہئے پہلے حج کر لے بعد اس کے زیارت کو جائے۔ یہ سب صورتیں اس حالت میں ہیں کہ جب حج کے لئے جانے کا راستہ مدینہ منورہ کی طرف سے نہ ہو۔ اگر مکہ جانے کے راستہ ہی میں مدینہ منورہ ملتا ہو۔ جیسے اہل شام کہ وہ مکہ آنا چاہیں تو پہلے ان کو مدینہ منورہ ملے گا تو ایسی حالت میں خواہ مخواہ حج سے پہلے زیارت کرنا چاہئے۔ خواہ حج فرض ہو یا نفل کیونکہ باوجود اس قدر قرب کے پھر زیارت کا ترک کر دینا نہایت بدبختی اور قساوت قلبی کی دلیل ہے۔ (ردالمختار)

۞ ...... زائر کو چاہیے کہ جب زیارت کے لئے چلے تو یہ نیت کرے کہ میں قبر اقدس واطہر اور مسجد انور حضرت خیر البشر ﷺ کی زیارت کے لئے سفر کرتا ہوں۔ غرض یہ کہ اس سفر کے دو مقصود ہوں۔ زیارت قبر شریف بھی اور زیارت مسجد شریف بھی۔ (درمختار وغیرہ)

۞ ...... جس وقت مدینہ منورہ کی طرف کوچ کرے۔ اپنے ذوق وشوق کو ترقی دے اور اپنے دل کو بشارت دے کہ انشاء اللہ اب عنقریب حضرت رحمت اللعالمین ﷺ کی زیارت نصیب ہونے چاہتی ہے اور سوا ان خیالات کے اور کسی قسم کے خیالات اپنے دل میں نہ آنے دے اور راہ بھر درود شریف کی کثرت رکھے۔ سوا اوقات نماز کے اور قضائے حاجت کے اسی عبادت عظمیٰ میں مشغول رہے۔ درود شریف سے بہتر کوئی ذریعہ بارگاہ رسالت میں تقرب کا نہیں ہے اور درود شریف کی کثرت سے آنحضرت ﷺ کے جمال بے مثال کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ خصوصاً مدینہ منورہ کے قریب پہنچ کر درود شریف کی کثرت کرنا عجیب ہی ثمرہ دیتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چند فرشتوں کو اسی کام پر مقرر فرمایا ہے کہ جب کوئی زیارت کے لئے آنے والا درود شریف پڑھتا ہے تو وہ فرشتے حضور نبی کریم ﷺ میں جا کر عرض کرتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں کا بیٹا حضور ﷺ کی زیارت کے لئے آتا ہے اپنے پہنچنے سے پہلے یہ تحفہ حضور ﷺ کے لئے بھیجا ہے۔ خیال کرو کہ اس سے زیادہ اور کیا نعمت ہوگی کہ اس سرور دو عالم ﷺ کے سامنے تمہارا اور تمہارے باپ کا نام لیا جائے اور تمہارا تحفہ پیش کیا جائے۔

جان میدھم در آرزو اے قاصد آخر بازگو
در مجلس آن نازنین حرمے کہ از مامی رود

۞ ...... اثنائے راہ میں جس قدر مقامات متبرکہ ملیں مثلاً وہ مساجد جن میں حضرت سید المرسلین ﷺ نے نماز پڑھی یا اور اسی قسم کے مقامات ان سب کی زیارت سے مشرف ہو اور جب ذوالحلیفہ کی مسجد میں پہنچے تو وہاں دو رکعت نماز پڑھے۔

۞ ...... جب حرم شریف طیبہ مکرمہ قریب آ جائے اور وہاں کی عمارات اور مقامات دکھائی دینے لگیں تو

نہایت خشوع وخضوع اور مسرت اور فرحت کو اپنے دل میں جگہ دے اور اس امر کا تصور کرے کہ اب ہم سلطان عالم کی بارگاہ میں پہنچے چاہتے ہیں اور مقام مقدس کے عظمت وجلال کا خیال بیش از بیش رکھے اور کوئی بات خلاف ادب اپنے سے سرزد نہ ہونے دے۔ یہ وہ وقت ہے کہ جن کے دل نور ایمان سے منور ہوتے ہیں آنحضرت ﷺ کی محبت ان کے سینوں میں مشتعل ہوجاتی ہے اور ایک عجیب وجد وسرور کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے کہ پھر ان کو اپنے تن بدن کا ہوش نہیں رہتا۔ اس بے خودی کی حالت میں کبھی کسی سے کوئی بات خلاف شرع بھی صادر ہوجاتی ہے:

وقت آن آمد کہ من عریان شوم
جسم بگذارم سراسر جان شوم

بوئے یار مہربانم میرسد
بوئے جانان سوئے جانم میرسد

باز آمد آب مادر جوئے ما
باز آمد شاہ مادر کوئے ما

اور اگر کسی شخص کو یہ حالت نصیب نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ بہ تکلف اپنے اوپر یہ حالت پیدا کرے اور ذوق شوق والوں کی سی صورت بنائے۔ انشاء اللہ! اگر کچھ دیر بہ تکلف یہ حالت اپنے اوپر قائم رکھے گا تو پھر خود بخود ایک اصلی کیفیت پیدا ہوجائے گی۔ پھر جب جبل مفرح کے قریب پہنچے تو اس پر چڑھ کر عمارات مدینہ منورہ کا مشاہدہ کرے اور اس شہر مقدس کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک دے۔ یہ بات ایک ذوق وشوق کی ہے۔ اس کو مسنون نہ سمجھنا چاہئے۔ پھر جب مدینہ منورہ بالکل سامنے آجائے تو بخیال ادب اور بمقتضائے شوق اپنی سواری سے اتر پڑے اور اگر ممکن ہو تو وہاں سے مسجد شریف تک پیادہ پا جائے۔ جب قبیلہ عبدالقیس کے لوگ حضور نبوی میں حاضر ہوئے تھے تو جیسے ہی ان کی نظر اس جمال پاک پر پڑی تو بغیر اس کے اونٹ کو بٹھائیں بے اختیار اپنی سواریوں سے نیچے آگئے اور حضور ﷺ نے انہیں منع نہیں فرمایا۔ پھر جب حرم شریف مدینہ منورہ کے اندر داخل ہونے لگے تو پہلے حضرت خیر البشر ﷺ کی خدمت میں سلام باادب تمام عرض کرے۔ بعد اس کے یہ دعا مانگے:

''اللھم ھذا حرم نبیک ومھبط وحیک فامن لی بالدخول فیہ واجعلہ لی وقایۃ من النار وامانا من العذاب واجعلنی من الفائزین لشفاعۃ المصطفی یوم الماب'' ﴿اے اللہ! یہ تیرے نبی کا حرم ہے اور تیری وحی اترنے کی جگہ ہے۔ پس مجھے اس میں داخل ہونے کی دولت عنایت کر اور اس کو میرے لئے دوزخ سے بچنے کا ذریعہ اور عذاب سے امان کا باعث بنادے اور مجھے ان لوگوں میں سے کر جن کو قیامت کے دن حضرت محمد مصطفی ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔﴾

۞ ...... مدینہ منورہ کے حرم شریف میں داخل ہونے کے لئے خوب اچھی طرح غسل کرے اور اگر غسل کا سامان حرم شریف سے باہر ممکن نہ ہو تو بعد داخل ہونے کے زیارت روضہ اقدس کے لئے جانے سے پہلے غسل کرے اور

خوشبو کا استعمال کرے اور عمدہ لباس جو اس کو میسر ہو پہنے۔ بہتر یہ ہے کہ سفید کپڑے ہوں۔ کیونکہ حضرت رسول خدا ﷺ کو سفید لباس سے زیادہ رغبت ہے اور نہایت ادب وحلم ووقار سے مدینہ منورہ کی زمین مقدس پر قدم رکھے اور اس بات کا خیال ہر وقت دل میں رکھے کہ یہ وہ پاکیزہ زمین ہے۔ جس سے حبیب خدا ﷺ کے مبارک قدموں نے مس کیا ہے اور یہ وہی گلی کوچے ہیں جہاں سرور انبیا ﷺ کے اصحابؓ چلتے پھرتے تھے۔ درحقیقت وہ زمین تو اس قابل ہے کہ وہاں آدمی سر کے بل چلے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے:

برزمین کہ نشان کف پائے تو بود
سالہا سجدۂ ارباب نظر خواہد بود

✿...... مدینہ منورہ کے اندر پہنچ کر سب سے پہلے مسجد شریف میں بقصد زیارت حضرت سید المرسلین ﷺ کے جائے اور اس کو ہر کام اور ہر چیز پر مقدم رکھے۔ ہاں! اگر یہ سمجھے کہ اسباب وغیرہ اچھے طور پر رکھ لیا جائے گا تو تلف ہو جائے گا تو اپنا اسباب وغیرہ حفاظت سے رکھ کر باطمینان زیارت کے لئے آئے اور مسجد شریف میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے:

''اعوذ باللّٰہ بسم اللّٰہ السلام علیٰ رسول اللّٰہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ'' ﴿میں (شیطان سے) خدا کی پناہ مانگتا ہوں اللہ کا نام لے کر (اس میں داخل ہوتا ہوں) رسول خدا پر سلام ہو اے نبی! آپ پر سلام ہو اور خدا کی رحمت ہو اور اس کی برکتیں۔﴾ یہ دعا ہر مسجد میں داخل ہوتے وقت مستحب ہے۔

اور مسجد شریف میں نہایت ادب اور تعظیم کے ساتھ داخل ہو۔ پہلے داہنا پاؤں مسجد میں رکھے اور یہ بات دل میں ہر وقت رہے کہ یہ مسجد حضرت خاتم الانبیا ﷺ کی مسجد ہے۔ یہ وہ مسجد ہے جہاں سردار انبیا ﷺ نماز پڑھتے تھے۔ وعظ فرماتے تھے۔ اعتکاف کرتے تھے۔ یہاں وحی اترتی تھی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آتے تھے اور مسجد شریف میں داخل ہونے سے پہلے مستحب ہے کہ کچھ صدقہ فقرائے مدینہ طیبہ کو دے دے اور مسجد شریف میں پہنچ کر اعتکاف کی نیت کرے۔ گو تھوڑی ہی دیر کے لئے ہو۔ کیونکہ یہ ایک بے مشقت عبادت ہے جس کا ثواب بہت زیادہ ہے اور چاہئے کہ ہر مسجد میں داخل ہوتے وقت نیت اعتکاف کی کرلیا کرے۔ مفت بے مشقت ثواب ملتا ہے۔ اس کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ پھر مسجد شریف میں منبر اقدس کے قریب دو رکعت نماز بہ نیت تحیۃ المسجد پڑھے اور اس نماز میں زیادہ طول نہ دے۔ صرف قل یا ایہا الکافرون اور قل ھو اللّٰہ احد پر اکتفا کرے۔ بعد تحیۃ المسجد کے دو رکعت نماز شکرانہ کی پڑھے کہ حق تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے اس کو یہ دولت نصیب کی اور اس بارگاہ عظمت وجاہ میں اس کو پہنچایا جس کی آستاں بوسی کی تمنا میں بڑے بڑے قدسی جان دیتے ہیں۔

✿...... تحیۃ المسجد اور نماز شکر کے بعد زیارت کی طرف متوجہ ہو اور یہ سمجھ لے کہ میں اب اس باعظمت بارگاہ میں جاتا ہوں جس کے سامنے تمام دنیا کے پرجلال بادشاہوں کی بھی کچھ وقعت نہیں جو خدا کے تمام نیک بندوں کا سردار اور سب سے زیادہ اس کا مقرب اور محبوب ہے اور خدا سے دعا کرے کہ اے اللہ! اس مقام مقدس کے لائق ادب اور تعظیم کی

مجھے توفیق دے اور میرے دل اور اعضاء کو تمام خلاف ادب باتوں سے محفوظ رکھ۔ سچ یہ ہے کہ بغیر عنایت ایزدی کے اس درگاہ عرش اشتباہ کی شان کے لائق ادب وتعظیم کسی سے ممکن نہیں۔ ایک زائر دلدادہ کہتا ہے:

فلما اتینا قبر احمد لاح من
سناہ ضیاء اخجل الشمس والبدرا
وقمنا مقاما اشھد اللہ انہ
یذکرنا من فرط ھلیبۃ الحشرا

﴿جب ہم احمد ﷺ کی قبر شریف پر پہنچے تو ان کے نور سے ایک ایسی روشنی نکلی جس نے آفتاب اور ماہتاب کو شرمندہ کر دیا اور ہم ایسے مقام میں کھڑے ہوئے کہ میں خدا کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ مقام اپنی ہیبت سے حشر کو یاد دلاتا تھا۔﴾ غرض جس قدر اس کے امکان میں ہو ظاہر و باطن سے تعظیم و ادب اور خشوع و خضوع کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ جن باتوں کی شریعت میں ممانعت ہے مثل سجدہ کرنے زمین پر منہ رکھنے اور گنبد شریف کے بوسہ دینے وغیرہ کے ان امور سے پرہیز کرے اور یہ خوب سمجھ لے کہ ان باتوں میں کچھ بھی ادب نہیں تو فرمان برادری اور آنحضرت ﷺ کے حکم کی پیروی میں ہے۔ ہاں! اگر غلبہ شوق و بے خودی میں کسی سے کوئی بات صادر ہو جائے تو وہ معذور ہے۔ پھر نہایت ادب کے ساتھ نماز کی طرح داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سر مبارک کی طرف منہ کرے اور قبلہ کی طرف پشت کر کے چار گز کے فاصلہ پر کھڑا ہو اور اس بات کا یقین کر لے کہ آنحضرت ﷺ اس کی حاضری سے واقف ہیں اور اس کو دیکھ رہے ہیں اور اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور نہایت لطف و عنایت اس شخص کے حال پر فرما رہے ہیں۔ اس خیال کو خوب پختہ کر کے نہایت دردناک اور باادب آواز میں نہایت شوق و ذوق کے ساتھ معتدل آواز سے عرض کرے:

﴿آپ پر سلام ہو اے میرے سردار، اے خدا کے رسول۔ آپ پر سلام ہو اے خدا کے نبی۔ آپ پر سلام ہو اے خدا کے پیارے۔ آپ پر سلام ہو اے نبی (سراپا رحمت) آپ پر سلام ہو اے امت کی شفاعت کرنے والے۔ آپ پر سلام ہو اے سب رسولوں کے سردار۔ آپ پر سلام ہو اے نبیوں کے مہر۔ آپ پر سلام ہو اے مزمل۔ آپ پر سلام ہو اے مدثر۔ آپ پر سلام ہو اور آپ کے پاکیزہ باپ دادوں اور آپ کی اہلبیت پاک پر جن سے اللہ نے نجاست کو دور کر دیا اور ان کو خوب پاک کر دیا۔ اللہ آپ کو ہم سب کی طرف سے جزا دے ان جزاؤں سے بڑھ کر جو اس نے کسی نبی کو اس کی قوم کی طرف سے اور کسی رسول کو اس کی امت کی طرف سے دی ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ آپ نے خدا کے پیغام پہنچائے اور امانت ادا کر دی اور امت کی خیر خواہی کی اور (دین حق کی) دلیل روشن کر دی اور اللہ کی راہ میں خوب جہاد کیا اور دین کو مضبوط کر دیا۔ یہاں تک کہ آپ کو موت آگئی۔ اللہ آپ پر صلوٰۃ اور سلام بھیجے جو آپ کے جسم کریم کے حلول سے مشرف ہے۔ ایسے صلوٰۃ و سلام جو رب العالمین کی طرف سے ہمیشہ رہیں۔ ان چیزوں کی تعداد کے موافق جو

ہو چکیں اور جو خدا کے علم میں ہونے والی ہیں۔ ایسی صلوٰۃ کہ جس کی انتہا نہ ہو۔ یارسول اللہ! ہم آپ کے مہمان اور آپ کے حرم کے زائر ہیں۔ آپ کے سامنے حاضری سے مشرف ہوئے ہیں اور بے شک ہم دور دراز شہروں اور بعید مقامات سے نرم اور سخت زمین کو قطع کر کے آپ کے پاس آپ کی زیارت کے ارادہ سے آئے ہیں۔ تا کہ ہم آپ کی شفاعت سے اور آپ کی بخششوں سے اور آپ کے وعدوں سے اور کسی قدر آپ کے حق ادا کرنے سے اور آپ کی شفاعت سے اپنے پروردگار کے سامنے کامیاب ہوں۔ کیونکہ خطاؤں نے ہماری پیٹھ کو توڑ ڈالا ہے اور گناہوں نے ہمارے شانوں کو بوجھل کر دیا ہے اور آپ شافع مقبول الشفاعۃ ہیں جن سے بڑی شفاعت اور مقام محمود کا وعدہ کیا گیا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر چکے تھے آپ کے پاس آتے پھر وہ اللہ سے استغفار کرتے اور رسول بھی ان کے لئے استغفار کرتے تو بے شک وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پاتے اور ہم آپ کے پاس اپنی جانوں پر ظلم کر کے اپنے گناہوں سے استغفار کرنے آئے ہیں۔ پس آپ اپنے پروردگار سے ہماری شفاعت کیجئے اور اس سے دعا کیجئے۔ ہم کو آپ کے طریقہ پر موت دے اور ہمارا آپ کے گروہ میں حشر کرے اور ہمیں آپ کے حوض پر پہنچائے اور آپ کے جام سے ہمیں سیراب کرے اور ہم نہ رسوا ہوں نہ شرمندہ۔ شفاعت فرمایئے، شفاعت فرمایئے، شفاعت فرمایئے یارسول اللہ! اے پروردگار! بخش دے ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے اور ہمارے دلوں میں مسلمانوں کا کینہ نہ رکھ اے پروردگار ہمارے۔ بے شک تو شفقت کرنے والا مہربان ہے۔﴾

زیارت کرنے والے کو چاہئے کہ جو دعا وہاں پڑھے اس کے معنی ضرور معلوم کرے۔ معلمین زیارت جو دعائیں اس وقت پڑھاتے ہیں اگر ان کے معنی نہ معلوم ہوسکیں تو پھر اپنی زبان میں بھی جس قدر جی چاہے عرض معروض کرے اور اپنے ذوق وشوق کو نہ روکے۔ مگر ادب کا خیال بیش از بیش رکھے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ اس مقام مقدس میں زیادہ گوئی بھی خلاف ادب ہے۔ لہٰذا صرف صلوٰۃ وسلام پر اکتفا کرنا اولیٰ ہے۔ مگر یہ بات ٹھیک نہیں کیونکہ جو مشتاق دردمند ہزار تمناؤں کے بعد اس قدر مصائب سفر برداشت کر کے اپنے حبیب ﷺ کی خدمت میں پہنچا ہو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے دل کی کیفیت بھی اچھی طرح عرض نہ کرے۔ یہ بڑا ظلم ہے کہ اس وقت اس سے کہا جائے کہ تو اپنے سوز و شکایت کو دل کے دل ہی میں رکھ۔ جب اپنے عرض نیاز سے فارغ ہو تو اپنے دوستوں میں سے جس شخص نے عرض سلام کی وصیت کی ہو اس کا سلام حضرت سید المرسلین ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کر دے کہ یارسول اللہ ﷺ فلاں ابن فلاں نے حضور ﷺ کو سلام عرض کیا ہے۔ حضور ﷺ اس کے لئے پروردگار بزرگ سے شفاعت کریں۔ جب حضرت سید المرسلین ﷺ کی جناب میں اس طریقہ سے سلام نیاز اپنا اور اپنے احباب کا عرض کر چکے تو حضرت امیر المومنین امام المتقین سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے سر مبارک کے سامنے نہایت ادب سے کھڑے ہو کر اس عبارت میں سلام عرض کرے:

﴿آپ پر سلام ہو اے رسول خدا ﷺ کے خلیفہ۔ آپ پر سلام ہو اے رسول خدا ﷺ کے ہم نشین اور غار میں

ان کے انیس اور سفروں میں ان کے رفیق اور ان کے رازوں میں امین۔ اللہ آپ کو ہماری طرف سے جزا دے تمام جزاؤں سے بڑھ کر جو اس نے کسی امام کو اس کے نبی کی امت کی طرف دی ہو۔ بے شک آپ نے نبی ﷺ کی خلافت اچھی کی اور ان کے طریقہ اور روش پر چلے اور آپ نے مرتدوں اور بدعتوں سے جنگ کی اور آپ نے اسلام کی بنیاد ڈالی اور اس کے ارکان بلند کر دیئے۔ پس آپ بہت اچھے امام تھے اور آپ نے رسول خدا ﷺ کی قرابت والوں کے ساتھ نیک سلوک کیا اور ہمیشہ حق پر اور دین اہل دین کے مددگار رہے۔ یہاں تک کہ آپ کو موت آ گئی۔ آپ اللہ سبحانہ سے ہمارے لئے اپنی محبت کے دوام اور اپنی جماعت میں محشور ہونے اور ہماری زیارت کے مقبول ہونے کی دعا کیجئے۔ آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں۔ ﴾

پھر حضرت امیر المومنین عمر بن الخطابؓ کے سر مبارک کی طرف محاذات میں اسی ادب کے ساتھ کھڑا ہو اور ان کو سلام کرے۔ اس عبارت سے:

﴿ آپ پر سلام ہو اے امیر المومنین۔ آپ پر سلام ہو اے اسلام کے غالب کرنے والے۔ آپ پر سلام ہو اے بتوں کے توڑنے والے۔ اللہ آپ کو ہماری طرف سے بڑی عمدہ جزا دے۔ بے شک آپ نے اسلام کی اور مسلمانوں کی مدد کی اور بعد سید المرسلین ﷺ کے اکثر شہر آپ نے فتح کئے اور آپ نے یتیموں کی کفالت کی اور رسول خدا ﷺ کی قرابت والوں کے ساتھ نیک سلوک کیا اور اسلام سے قوی ہو گیا اور آپ مسلمانوں کے لئے ایک پسندیدہ پیشوا اور ہدایت یافتہ رہنما تھے۔ آپ نے مسلمانوں کی تفریق کو جمع کیا اور ان کے فقیر کی مدد کی اور ان کی شکستگی کا اندمال کیا۔ ﴾

پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ دونوں سے مخاطب ہو کر عرض کرے کہ:

﴿ آپ دونوں پر سلام ہو اے رسول خدا ﷺ کے پاس لیٹنے والو اور آپ کے رفیق اور آپ کے درپر اور آپ کے مشیر اور دین پر قائم رہنے میں آپ کی مدد کرنے والو اور آپ کے بعد مسلمانوں کی مصلحت کو قائم رکھنے والو۔ اللہ آپ دونوں کو عمدہ جزا دے۔ ہم آپ کے پاس آئے ہیں تا کہ آپ کو رسول خدا ﷺ سے تقرب کا ذریعہ بنائیں جس میں آپ ہماری شفاعت کریں اور ہمارے پروردگار سے دعا کریں کہ وہ ہماری کوشش کو قبول کرلے اور ہمیں آپ کے مذہب پر زندہ رکھے اور آپ کے گروہ میں ہمارا حشر کرے۔ ﴾

پھر جس طرح پہلی بار حضرت سید المرسلین ﷺ کے سر مبارک کے سامنے دست بستہ کھڑا ہوا تھا۔ اس طرح کھڑا ہو اور پھر تضرع وزاری شروع کرے اور جو جو خواہش رکھتا ہو۔ حضرت کے طفیل میں حق تعالیٰ سے مانگے اور بہت ذوق وشوق کے ساتھ حضرت حبیب خدا ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کر کے وہاں سے ہٹے اور حضرت ابولبابہؓ کے ستون کے پاس آ کر توبہ کرے اور جس قدر ممکن ہو نوافل پڑھے۔ پھر بعد اس کے اور آثار نبویہ کی زیارت کرے۔ جو معلمین زیارت بتا دیتے ہیں۔ پھر بعد اس کے جنت البقیع میں جائے اور وہاں کے مزارات مقدسہ کی زیارت کرے۔ خصوصاً حضرت

عباس بن عبدالمطلب اور حضرت امام حسن اور بقیہ آئمہ اہل بیت اور حضرت امیر المومنین امام المتقین عثمان بن عفان اور حضرت ابراہیم فرزند رسول خدا ﷺ اور ازواج مطہرات اور حضرت صفیہ اور باقی صحابہ کی (رضہ اللہ عنہم وارضاہم) پھر شہدائے احد کی زیارت کرے۔ خصوصاً حضرت سید الشہداء حمزہ بن عبدالمطلب عم نبی ﷺ اور جب وہاں پہنچے تو یہ کہے۔ سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبیٰ الدار اور ان تمام مشاہد و مزارات پر جا کر فاتحہ پڑھے۔ یعنی قرآن مجید کی سورتیں پڑھ کر ان کا ثواب ان حضرات کی ارواح مقدسہ کو پہنچا دے۔ پھر ہفتہ کے دن یا جس دن ممکن ہو۔ مسجد قباء کی زیارت کے لئے بھی جائے اور وہاں پہنچ کر کم از کم دو رکعت نماز بہ نیت تحیۃ المسجد پڑھے۔

✿ ...... جتنے دنوں مدینہ منورہ میں قیام ہو سکے اس کو غنیمت سمجھے اور وہ زمانہ غفلت میں نہ کاٹے اور جس قدر ہو سکے عبادت اور طاعت حق تعالیٰ کرے اور ہر روز اکثر حصہ اپنے وقت کا حضرت رحمۃ للعالمین ﷺ کی زیارت میں صرف کیا کرے۔ پھر یہ دولت کہاں نصیب ہوگی۔ یہ روضہ اقدس ﷺ کہاں ملے گا جو وقت ہے غنیمت ہے۔

✿ ...... اپنا اکثر وقت مسجد نبوی کی ملازمت میں صرف کرے۔ وہاں اعتکاف کرے اور ہر قسم کی عبادت سے اپنے وقت کو آباد رکھے۔ نماز، روزہ، صدقہ غرض جس قدر عبادتیں ممکن ہوں اس مسجد مقدس میں کرے اور جس قدر حصہ مسجد کا حضرت سید الرسل ﷺ کے زمانہ میں تھا بے شک وہ اس سے افضل ہے جو آپ ﷺ کے بعد اس میں اضافہ کیا گیا۔ پس اگر اس حصہ میں بیٹھنا ممکن ہو تو بہت بہتر ہے اور کم سے کم ایک شب اس مسجد قدس میں شب بیداری کرے اور اس رات کو اپنی تمام عمر کا خلاصہ اور ماحصل سمجھے اور تمام رات عبادت میں کاٹ دے۔ بہتر ہے کہ اس رات میں اور کوئی عبادت نہ کرے۔ بلکہ صرف درود شریف کا ورد کرے:

''اللهم صلی علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد كما صليت علیٰ ابراهيم وعلیٰ آل ابراهيم ۰ اللهم بارك علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد كما باركت علیٰ ابراهيم وعلیٰ آل ابراهيم انك حميد مجيد '' ﴿اے اللہ! محمد پر اور آل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت نازل کی۔ اے اللہ! محمد پر اور آل محمد پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی۔ بے شک تو تعریف والا اور بزرگ ہے۔﴾

اگر اس شب میں نیند کا غلبہ ہو تو اس کو دفع کرے۔ انشاء اللہ! جس وقت اس امر کا خیال کرے گا کہ میں کس مسجد مقدس میں بیٹھا ہوں اور حضرت سرور انبیاء ﷺ کی حضوری مجھے حاصل ہے۔ اس وقت نیند و غفلت کا اثر بالکل جاتا رہے گا۔ مسجد اقدس میں رات بھر رہنے کے لئے اگر کچھ حکام و خدام کی خوشامد کرنا پڑے تو بے تامل خوشامد بھی کرے اور جو جو باتیں کرنا پڑیں سب کرے اور اس دولت کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دے۔ اس مسجد شریف میں جب تک رہے اپنے دل اور زبان اور تمام اعضاء کو لغو کلمات اور حرکات سے محفوظ رکھے اور سوائے حضور اقدس ﷺ کے اور کسی طرف متوجہ نہ ہو۔ اگر

نہایت ضرورت کسی سے کلام کرنے کی ہو تو مختصر کلام کر کے پھر اسی جناب مقدس کی طرف متوجہ ہو جائے۔ مسجد شریف کے ادب کا خیال خوب رکھے۔ تھوک وغیرہ وہاں نہ گرنے پائے۔ کوئی بال سر یا داڑھی کا وہاں نہ ڈالے اور اگر گرا پڑا ہوا دیکھے تو فوراً اٹھا لے۔ بعض لوگ چھوہارے کھا کر مسجد شریف میں اس کی گٹھلی ڈال دیتے تھے۔ یہ بھی خلاف ادب ہے۔ جب تک مسجد اقدس میں رہے حجرہ شریفہ کی طرف نہایت شوق کی نگاہوں سے نظر کرتا رہے۔ کم از کم ایک قرآن مجید کا ختم اس مسجد عالی میں کرے اور اگر ممکن ہو تو کوئی کتاب جو آنحضرت ﷺ کے حالات وفضائل میں ہو اس کو پڑھے یا کوئی شخص پڑھتا ہو تو اس سے سنے۔

۞...... مدینہ منورہ کے رہنے والوں سے نہایت محبت اور ادب کے ساتھ پیش آئے اور اگر چہ ان میں کوئی بات خلاف شریعت دیکھے پھر بھی ان کی برائی نہ کرے اور ان سے بہ خشونت نہ پیش آئے۔ ہاں بخیال امر بالمعروف نہایت ادب کے ساتھ نرم وشیریں الفاظ میں ان کو اس فعل کی خرابی سے مطلع کر دے۔

۞...... جب مدینہ منورہ میں قیام کی مدت ختم ہو جائے اور اس مقام مقدس سے چلنے لگے تو مسجد شریف کو رخصت کرے۔ یعنی وہاں نماز پڑھ کر دعا مانگے اور حسرت کے ساتھ وہاں سے جدا ہو۔ پھر حضور ﷺ اور شیخینؓ کی زیارت حسب معمول کرے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے کہ پھر اس درگاہ اقدس کی زیارت سے اسے مشرف فرمائے۔ علامت مقبولیت دعا اور زیارت کی یہ ہے کہ اس وقت بے اختیار آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہوں اور دل میں یاس وحسرت بھری ہو اور اگر خدانخواستہ کسی شخص پر یہ حالت نہ پیدا ہو تو وہ بتکلف اپنے اوپر اس حالت کو طاری کرے پھر حضرت سے رخصت ہوتے وقت پچھلے پیروں نہ لوٹے جس طرح کہ کعبہ مکہ مکرمہ سے رخصت ہوتے وقت پچھلے پیروں لوٹتے ہیں۔ کیونکہ یہ طریقہ سلف سے منقول نہیں۔

۞...... پھر جب اپنے وطن کی طرف چلے تو وہاں سے کچھ تحائف اپنے احباب واعزہ کے لئے ہمراہ لائے۔ مثلاً مکہ معظمہ سے آب زمزم اور مدینہ منورہ کی کھجوریں۔ پھر جب اپنے شہر کے قریب پہنچ جائے تو یہ دعا پڑھے:

﴿اے اللہ! میں تجھ سے اس مقام کی خیریت اور ان چیزوں کی خیریت جو اس مقام میں طلب کرتا ہوں اور اس مقام کے شر اور ان چیزوں کے شر سے جو اس مقام میں ہیں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! مجھے یہاں قیام اور عمدہ رزق عنایت فرما۔﴾

اور جب شہر میں پہنچ جائے تو یہ دعا پڑھے:

﴿اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں۔ وہ ایک ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ اسی کی ہے بادشاہت اور اسی کی ہے تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم لوگ (اس کے گھر سے) لوٹے ہوئے آرہے ہیں۔ توبہ کر رہے ہیں۔ عبادت کرنے والے اور سجدہ کرنے والے ہیں اور اپنے پروردگار کی تعریف کرنے والے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ (محمد ﷺ) کی مدد کی اور (کافروں کی) جماعتوں کو خود اکیلے بھگا دیا اور اپنے لشکر کو غالب کر دیا۔ پس اس کے بعد کوئی چیز نہیں۔﴾

غازی علم الدینؒ اور عامر چیمہؒ نے ہتھیار کیوں اٹھایا؟

مولانا محمد صدیق ارکانی

یہ تو سب جانتے ہیں کہ غازی علم الدین شہید کون تھے؟۔انہوں نے 1929ء میں پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے ایک پبلشر راج پال کو لاہور میں قتل کردیا تھا۔غازی علم الدین شہید کے حالات زندگی ہماری نصابی کتب میں زیادہ تفصیل سے درج نہیں۔اس لئے بہت کم لوگ یہ جانتے ہیں کہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح قتل کے اس مقدمے میں غازی علم الدین کے وکیل بنے۔لیکن وہ موکل کو پھانسی کی سزا سے نہ بچاسکے۔کیونکہ غازی علم الدین پھانسی کی سزا کو اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے اور انہوں نے عدالت میں بار بار اعتراف جرم کیا۔یہ حقیقت بھی بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ 31/اکتوبر 1929ء کو میانوالی جیل میں پھانسی کے بعد غازی علم الدین شہید کے جسد خاکی کو میانوالی کے ایک قبرستان میں دفن کردیا گیا۔برطانوی سرکار کے اس فیصلے سے ہندوستان کے مسلمانوں میں غم وغصے کی لہر دوڑ گئی اور مسلمانوں نے علامہ اقبالؒ کی قیادت میں غازی علم الدین کے جسد خاکی کو لاہور لانے کے لئے تحریک شروع کردی۔اس وقت کے چیف سیکریٹری پنجاب مسٹر ایمرسن نے علامہ اقبالؒ کو ایک ملاقات میں کہا کہ وہ غازی علم الدین کا جسد خاکی لاہور لانے کا خیال دل سے نکال دیں۔

5/نومبر 1929ء کو برطانوی حکومت کے خلاف لاہور میں ایک بہت بڑا جلوس نکالا گیا۔اسی شام گورنر پنجاب جیفری ڈی مونٹ نے علامہ اقبالؒ، مولانا ظفر علی خانؒ، سر فضل حسین، خلیفہ شجاع الدین اور دیگر مسلم زعماء کو ملنے پر آمادگی ظاہر کردی۔گورنر کا خیال تھا کہ غازی علم دین شہید کا جسد خاکی لاہور آگیا۔تو لاکھوں لوگ اکٹھے ہوجائیں گے اور ہنگامے کا خطرہ پیدا ہوجائے گا۔علامہ اقبالؒ نے ضمانت دی کہ اگر ہنگامہ ہوا تو میری گردن اڑا دیجئے گا۔اگلے روز گورنر پنجاب نے غازی علم الدین شہید کا جسد خاکی لاہور لانے کی اجازت دے دی۔13/نومبر 1929ء کو میانوالی میں قبر کشائی ہوئی۔ڈپٹی کمشنر راجہ مہدی زمان خان سمیت درجنوں افراد نے دیکھا کہ پھانسی کے 13 روز بعد بھی غازی علم دین شہید کے جسم میں تعفن پیدا نہ ہوا تھا۔موقع پر موجود میانوالی کے ہسپتال کا ایک سکھ سول سرجن اس واقعے سے متاثر ہوکر مسلمان ہوگیا۔شہید کا جسد خاکی اگلے روز لاہور پہنچا تو جنازے میں شرکت کے لئے لاکھوں افراد اکٹھے ہوچکے تھے۔ڈاکٹر ایم ڈی تاثیر نے میت کے لئے چارپائی ازراہ عقیدت پیش کی۔پھر شہید کے والد میاں طالع سے پوچھا گیا کہ نماز جنازہ کون پڑھائے گا۔انہوں نے یہ حق علامہ اقبالؒ کو دیا۔شاعر مشرق نے علماء سے مشورے کے بعد مولانا سید محمد دیدار علی الوری کا انتخاب کیا اور انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔جس میں لاکھوں افراد شریک تھے۔علامہ اقبالؒ نے بار بار میت کو قبرستان میانی صاحب تک کندھا دیا اور پھر اپنے ہاتھوں سے میت کو قبر میں بھی اتارا۔اس موقع پر انہوں نے غازی علم الدین شہید

پر رشک کرتے ہوئے کہا کہ ترکھانوں کا لڑکا بازی لے گیا اور ہم منہ دیکھتے رہ گئے۔ اس پس منظر کو بیان کرنے کا مقصد یہ عرض کرنا ہے کہ نہ تو غازی علم الدین شہید کوئی انتہاء پسند مسلمان تھے اور نہ ہی ایک گستاخ رسول ﷺ کے خلاف ان کے اقدام کی تائید کرنے والے قائداعظمؒ اور علامہ اقبالؒ انتہا پسند تھے۔

گستاخ رسول ﷺ پبلشرز راج پال کی کتاب 1929ء میں شائع ہوئی تھی۔ مسلمانوں کے احتجاج پر راج پال کے خلاف مقدمے قائم ہوا۔ لاہور کے ایک سٹی مجسٹریٹ نے راج پال کو چھ ماقید کی سزا سنائی۔ لیکن ہائی کورٹ کے جج کنور دلیپ سنگھ نے ملزم کو رہا کر دیا۔ کروڑوں مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے کے باوجود راج پال سزا کا مستحق نہ ٹھہرا تو پھر غازی علم الدین شہید نے اسے خود سزا دینے کا فیصلہ کیا۔ اس واقعے سے مسلمانوں اور ہندوؤں میں بہت فاصلے پیدا ہوئے اور 1947ء میں ان فاصلوں نے مستقل جغرافیائی حیثیت اختیار کر لی۔ اگر 1929ء میں برطانوی سرکار کا قانون ظالم کی بجائے مظلوموں کی مدد کرتا تو شاید 1930ء میں علامہ اقبالؒ الہ آباد میں خطاب کرتے ہوئے مسلمانوں کے لئے علیحدہ مملکت کا تصور پیش نہ کرتے۔ لہذا یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ راج پال کی طرف سے شان رسالت ﷺ میں گستاخی کے واقعے نے برصغیر کی سیاست پر بہت گہرے اثرات مرتب کئے۔

قیام پاکستان کے بعد توہین رسالت کی سزا موت قرار پائی۔ بہت سے دیگر قوانین کی طرح اس قانون کے غلط استعمال کے واقعات بھی رونما ہوتے رہے اور انہی واقعات کی بنیاد پر کئی مغربی حکومتیں توہین رسالت ﷺ کے قانون کو ختم کرنے کا مطالبہ کرتی رہیں۔ 1994ء میں قانون میں ترمیم کا فیصلہ ہوگیا تھا۔ جس کے تحت توہین رسالت ﷺ کی سزا پھانسی سے کم کر کے دس سال قید کرنے کی تجویز تھی۔ لیکن شدید عوامی ردعمل کے بعد یہ فیصلہ مؤخر ہوگیا۔ کچھ عرصہ قبل ڈنمارک کے ایک اخبار میں پیغمبر اسلام ﷺ کے توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے بعد توہین رسالت ﷺ کے قانون کی افادیت خود بخود سامنے آ گئی۔ ان توہین آمیز خاکوں نے مسلمانوں کی نئی نسل اور مغربی تہذیب کے مابین جن غلط فہمیوں کو جنم دیا ہے انہیں دور کرنے کے لئے کئی سال درکار ہیں۔ پیغمبر اسلام کے توہین آمیز خاکوں کی حوصلہ شکنی کرنے کے بجائے ناروے، فرانس، جرمنی اور ہالینڈ سمیت مغربی ممالک کے اخبارات وجرائد نے ان خاکوں کو بڑے فخر سے دوبارہ شائع کیا۔ مغربی ذرائع ابلاغ کے اس احساس تفاخر نے نفرت اور انتقام کے کئی الاؤ روشن کئے اور اسی الاؤ کی شدت سے جرمنی میں ایک پاکستانی طالب علم عامر چیمہ ایک اخبار کے ایڈیٹر پر حملہ آور ہوا۔ اگر ڈنمارک سے جرمنی تک انبیاء علیہم السلام کی ناموس کے تحفظ کا کوئی قانون ہوتا تو شاید عامر چیمہ یہ قدم نہ اٹھاتا۔ گرفتار بھی نہ ہوتا اور دوران تفتیش پراسرار موت کا شکار بھی نہ ہوتا۔

عامر چیمہ کون تھا؟ آیئے اس کی زندگی پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔ اس نے 4 دسمبر 1977ء کو پنجاب کے علاقے حافظ آباد میں آنکھ کھولی؟ شریف النفس اور نیک نام باپ پروفیسر محمد نذیر چیمہ نے بیٹے کا نام عامر عبدالرحمن رکھا۔

عامر چیمہ نے گورنمنٹ ہائی اسکول راولپنڈی سے میٹرک کیا۔ 1994ء میں اس نے فیڈرل گورنمنٹ سرسید کالج راولپنڈی سے پری انجینئرنگ میں ایف ایس سی کا امتحان پاس کیا۔ نیشنل کالج آف ٹیکسٹائل انجینئرنگ فیصل آباد سے بی ایس سی کرنے کے بعد عامر نومبر 2004ء میں اعلیٰ تعلیم کے لئے جرمنی چلا گیا۔ جہاں اس نے ''مشن گلیڈ باخ'' کی یونیورسٹی آف اپلائیڈ سائنسز کے شعبہ ٹیکسٹائل اینڈ کلوتھنگ مینجمنٹ میں داخلہ لے لیا۔ چوتھا سمسٹر شروع ہونے سے قبل فروری کے وسط میں یونیورسٹی میں کوئی ایک ماہ کی چھٹیاں ہوگئیں۔ وہ چھٹیاں گزارنے برلن چلا گیا۔ 11/مارچ کو یونیورسٹی کھل گئی۔ لیکن عامر چیمہ واپس نہ پہنچا۔ مارچ کے آخری ہفتے میں 60 سالہ پروفیسر نذیر احمد چیمہ نے برلن میں اپنے عزیزوں سے بات کی لیکن عامر کا نام آتے ہی فون بند ہوگیا۔ 8/مارچ کو عامر نے آخری بار فون کر کے اپنے خالہ زاد بھائی کو شادی کی مبارکباد پیش کی تھی۔ ٹھیک ایک ماہ بعد 8/اپریل کو برلن کے عزیزوں نے خبر دی کہ عامر 20/مارچ کو گرفتار ہوگیا تھا اور وہ برلن پولیس کے زیر تفتیش ہے۔

ہوا یوں کہ جب ناروے اور دیگر ممالک کے اخبارات کی جانب سے رحمت عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کی گھٹیا ترین اور شرمناک حرکت کی اطلاع عامر شہیدؒ کو ملی تو فرط غیرت سے ان کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ چنانچہ عامر شہیدؒ نے جرمنی میں ہی ایک مضبوط اور تیز دھار خنجر خریدا...... گستاخ اخبار کے دفتر کی مسلسل نگرانی شروع کردی اور موقع کی تاک میں رہے...... آخر 15 روز کی مسلسل نگرانی کے بعد عامر شہیدؒ کی مراد بر آئی اور اس اخبار کا بیورو چیف عامر کے نشانے پر آ گیا...... بیورو چیف پر عامر کی عقابی نگاہیں پڑیں، عامر شہیدؒ زخمی شیر کی طرح اس پر جھپٹ پڑے اور اپنے تیز دھار خنجر کے پے در پے وار کر کے اس بیورو چیف کو شدید زخمی کردیا۔ موقع پر موجود گارڈز نے عامر کو پکڑ لیا اور پولیس کے حوالے کردیا...... بعد ازاں جب عدالت میں عامر کو پیش کیا گیا تو اس نے عدالت کے روبرو انتہائی جرأت و دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے اس کارنامے کا فخریہ اقرار کیا اور صرف یہی نہیں بلکہ اپنے اس عزم کا بھی اظہار کیا کہ اگر اس کو دوبارہ موقع ملا تو وہ اپنے نبی ﷺ کی عزت و حرمت کی خاطر دوبارہ اس قسم کے اقدام سے ہرگز گریز نہیں کرے گا۔

عامر چیمہ کو 20/مارچ کو گرفتار کیا گیا تھا۔ اس وقت سے عامر چیمہ شہیدؒ جرمن پولیس کی حراست میں تھے۔ اس دوران ان پر بے انتہا تشدد کیا گیا اور ان کا تعلق زبردستی القاعدہ سے جوڑنے کی کوشش کی گئی اور آخر کار کسی سوچی سمجھی سازش کے تحت ان کو صد درجہ تشدد کر کے شہید کردیا گیا۔

عامر چیمہ کی شہادت نے مسلمانوں کو غازی علم الدین شہید کی یاد دلا دی ہے۔ مغربی حکومتیں اس قسم کے واقعات کی روک تھام کے لئے مؤثر قوانین بنانے کی بجائے پاکستان جیسے ممالک میں پہلے سے موجود قوانین ختم کرنے کے درپے ہیں۔ جب پاکستان جیسے ملک میں کوئی حکومت توہین رسالت ﷺ کے قانون میں تبدیلی سے قاصر نظر آتی ہے تو پھر ایسے علماء تلاش کئے جاتے ہیں جو توہین رسالت ﷺ کے قانون کو ظالمانہ قرار دے سکیں۔

(بشکریہ ماہنامہ حق نوائے احتشام کراچی)

شب نجات فضیلت شعبان!

صاحبزادہ طارق محمود

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۰ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰

حم والکتاب المبین ۰ انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین ۰ فیھا یفرق کل امر حکیم ۰ امراً من عندنا انا کنا مرسلین ۰ رحمۃ من ربک انہ ھو السمیع العلیم ۰ دخان:۶!

''قسم ہے اس واضح کتاب کی کہ ہم نے اس کو ایک بابرکت رات میں نازل کیا ہے۔ ہم لوگوں کو باخبر اور آگاہ رکھنے والے تھے۔ ہر مبنی برحکمت کام اس رات طے کر دیا جاتا ہے۔ اس حکم کے مطابق جو حکم ہماری جناب سے صادر ہوتا ہے۔ بے شک ہم ہی بھیجنے والے ہیں۔ آپ کے رب کی شفقت ومہربانی کی وجہ سے بے شک وہ بڑا سننے اور جاننے والا ہے۔''

فضیلت شعبان

اسلامی مہینوں کے اعتبار سے موجود مہینہ شعبان المعظم عبادت اور مغفرت کا مہینہ ہے۔ اس مبارک مہینہ کی برکات حد شمار سے باہر ہیں۔ یہی وہ مقدس مہینہ ہے جس کی خیر وبرکت سے گنہگار اپنے دامن کو سعادت ومغفرت اور رحمت خداوندی کے لعل وجواہر سے بھر سکتے ہیں۔ اس مہینہ کی معرفت وہ اپنے نامہ اعمال کو گناہوں کی سیاہی سے دھو کر تجلیات اور انوارات خداوندی کو بآسانی حاصل کر سکتے ہیں۔

شعبان کی فضیلت کا اندازہ سرکار دو عالم ﷺ کی اس حدیث پاک سے لگایا جا سکتا ہے۔ فرمایا کہ: ''الرجب شھری والشعبان شھر اللہ والرمضان شھر امتی ''رجب میرا مہینہ ہے۔ شعبان خدا کا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ شعبان کی فضیلت تمام مہینوں پر ایسی ہے جیسے تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر میری فضیلت ہے اور دوسرے مہینوں پر رمضان کی فضیلت ایسی ہے جیسے تمام کائنات پر اللہ تعالیٰ کی فضیلت۔ ایک روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ رجب اور رمضان کے درمیان ایک ایسا مہینہ ہے جس کے فضائل کا لوگوں کو علم نہیں۔ فرمایا اس مہینے میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ تک پہنچائے جاتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ رجب، شعبان اور رمضان تینوں مہینوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ شعبان کو خصوصی اہمیت اور فضیلت اس لئے حاصل ہے کہ یہ مہینہ رجب اور رمضان کے درمیان پل کا کام دیتا ہے۔

استقبال رمضان کا مہینہ

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ کے اصحاب رجب کا چاند دیکھ لیتے تو قرآن مجید کی تلاوت میں منہمک ہو جاتے۔ مسلمان اپنے مال سے زکوٰۃ نکالتے۔ صدقہ و خیرات کا اہتمام کیا جاتا۔ حکام قیدیوں کو طلب کرتے جس پر حد کا اطلاق ہوتا اس کی سزا کا اعلان کیا جاتا۔ بے گناہوں کو معاف کر کے باعزت بری کر دیا جاتا۔ سوداگر، بیوپاری حضرات اپنا قرض ادا کرتے۔ دوسروں سے اپنا حق وصول کرتے۔ تاکہ لین دین صاف ہو جائے۔ آپ نے روزمرہ زندگی میں مشاہدہ کیا ہوگا کہ جب ہمارے ہاں کسی عزیز ترین مہمان نے آنا ہوتا ہے تو اس کی آمد سے پہلے ہم چاہتے ہیں کہ اپنے مہمان کے شایان شان استقبال کی تیاریاں کر سکیں۔ ثانیاً ہم ذہنی طور پر فارغ ہو جائیں۔ تاکہ اس مہمان کا خاطر خواہ عزت و اکرام کیا جا سکے۔ جناب رسالت مآب ﷺ اور صحابہ کرامؓ بھی رمضان المبارک کی آمد سے پہلے مہمان مہینے کے استقبال کے اہتمام کے لئے کمربستہ ہو جایا کرتے تھے۔ رمضان المبارک کا اکرام صحیح معنوں میں تب ہی ممکن ہے کہ ہم اس مبارک مہینے کی آمد سے پہلے حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کر کے ذہنی طور پر فارغ ہو جائیں۔ رمضان المبارک کے احترام کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ہم اپنی اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو کر رمضان المبارک کا شایان شان استقبال کریں۔ زکوٰۃ ادا کرنے، صدقہ و خیرات غریبوں اور مساکین میں تقسیم کرنے میں یہ حکمت کارفرما ہے کہ غرباء بھی رمضان المبارک کے لئے سامان خورد و نوش کا انتظام کر سکیں۔ یہ تمام باتیں اسی بات کی غمازی کرتی ہیں کہ رجب و شعبان درحقیقت استقبال کے مہینے ہیں۔ اسی لئے آقائے نامدار ﷺ نے رجب اور شعبان میں برکت کی دعا مانگی اور رمضان تک سلامتی کی خواستگاری طلب فرمائی۔

شعبان کے روزے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ اس مہینہ میں آپ ﷺ بکثرت روزے رکھا کرتے تھے۔ صحابہ کرامؓ نے بھی گواہی دی ہے کہ حضور ﷺ پورے سال میں ان دو مہینوں یعنی شعبان اور رمضان میں نہایت اہتمام کے ساتھ روزے رکھا کرتے تھے۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسالت مآب ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ شعبان میں کثرت سے روزے کیوں رکھتے ہیں؟ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا اسامہؓ یہ بہت ہی مبارک مہینہ ہے۔ رجب المرجب اور رمضان المبارک کے درمیان واقع ہے جس سے لوگ غافل ہیں۔ اس مہینے میں انسانوں کے اعمال کو رب جلیل کے حضور پیش کیا جاتا ہے۔ لہذا میں نے اس ماہ کو محبوب رکھا ہے۔ میرے اعمال بھی میرے پروردگار کے سامنے پیش ہوئے تو اس حال میں مجھے روزہ سے ہونا چاہئے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دو مہینے متواتر روزے رکھتے نہیں دیکھا مگر شعبان اور رمضان کے جناب حبیب کبریا ﷺ کا یہ عمل بتاتا ہے کہ شعبان کے روزے دراصل رمضان المبارک کو خوش

آمد کہنے کے لئے اور رمضان کے روزوں کی ذہنی تیاری کے لئے تھے۔ یہ نبی پاک ﷺ کا عمل اور معمول تھا۔ لیکن اپنی امت کے لئے یہ ارشاد فرمایا کہ جب شعبان کا آدھا مہینہ گزر جائے تو روزے نہ رکھو۔ بعض علماء نے یہ روایت حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کی ہے کہ رحمت دو عالم ﷺ اپنی امت کے سچے خیر خواہ اور ہمدرد تھے۔ انہیں اپنے امتیوں کا بخوبی احساس تھا۔ اس لئے شعبان کے سارے مہینے کے روزے رکھنے سے منع فرمادیا۔

شعبان المعظم کے معانی

شعبان اسلامی سال کا آٹھواں قمری مہینہ ہے۔ جس کا نام ہی خیر و برکت کی تقسیم انعامات ربانی اور عطایائے الٰہی کی فراوانی پر دلالت کرتا ہے۔ شعبان تشعب سے ہے۔ جس کے معنی تقریب یعنی پھیلانا اور شاخ در شاخ ہونا ہے۔ ان معنوں کی تائید میں حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ فرمایا اس ماہ کا نام شعبان اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس میں روزہ رکھنے والے کو شاخ در شاخ بڑھنے والی خیر و برکت میسر ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

شارح بخاری حضرت علامہ بدرالدین عینیؒ فرماتے ہیں کہ شعبان شعب سے مشتق ہے جو اجتماع کے معنی دیتا ہے۔ بزرگوں کا ارشاد ہے کہ اس مقدس مہینہ میں خیر کثیر کا اجتماع ہوتا ہے۔ اس لئے اسے شعبان کہا جاتا ہے۔ شعبان کے لغوی معنی جمع کرنا اور متفرق کرنا دونوں آتے ہیں۔

عمدۃ القاری میں ہے کہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ لوگ چونکہ ادھر ادھر متفرق ہونے کے بعد اس مہینہ میں جمع ہوتے ہیں۔ اس بناء پر اس کو شعبان کہا جاتا ہے۔ بعض بزرگوں کا کہنا ہے کہ شعبان شعب سے ہے وہ راستہ جو پہاڑ کو جاتا ہو۔ اسے شعب کہتے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ ایسا راستہ ہمیں بلندی پر لے جاتا ہے۔ جہاں انسان مسرت محسوس کرتا ہے۔ شعبان وہ پاکیزہ مہینہ ہے جو انسان کو روحانیت کی بلندیوں تک پہنچا دیتا ہے۔ مذکورہ بالا اقوال کی روشنی میں یہ حقیقت آشکارہ ہوگئی ہے کہ شعبان خیر کثیر اور برکات کو جمع کرنے اور تقسیم و تفریق کے معنی کا حامل مہینہ ہے۔

اہم واقعات

شعبان المعظم میں پیش آنے والے اہم واقعات حسب ذیل ہیں۔

- ...... اسی ماہ کی ۵ تاریخ کو نواسہ رسول ﷺ سید الشہداء سیدنا امام حسینؓ کی ولادت ہوئی۔
- ...... اس مبارک مہینہ کی ۱۵/۱۶ تاریخ کی درمیانی شب ''شب برأت'' کہلاتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں۔
- ...... شعبان المعظم کو تحویل کعبہ کا حکم نازل ہوا۔
- ...... جھوٹا مدعی نبوت مسیلمہ کذاب بھی شعبان المعظم کے مہینے میں ہی جہنم واصل ہوا۔
- ...... حضور اقدس ﷺ نے ام المومنین حضرت صفیہؓ کے ساتھ نکاح اسی مہینہ میں فرمایا۔

⚙...... مسجد ضرار کو اسی مہینے میں نذر آتش کیا گیا۔

⚙...... قرآن مجید کے نزول کا فیصلہ بھی اسی مہینہ میں ہوا۔

بہترین امت

پروردگار عالم کے کروڑوں احسان کہ اس نے ہمیں اپنے محبوب فداہ ابی وامی ﷺ کا امتی اور غلام پیدا فرمایا۔ انبیائے کرام علیہم السلام اوران کی امتوں کی تاریخ شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت مصطفیٰ ﷺ کو اپنے فضل وکرم سے بے حد برکتوں اور رحمتوں سے جس قدر نوازا ہے اس سے قبل کوئی امت بھی مولا کے لطف وکرم کا ایسا شاندار اعزاز حاصل نہیں کر سکی۔ بنی اسرائیل پر اللہ نے کرم فرمایا۔ لیکن وہ ایک محدود مدت کے لئے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے رحمت دو عالم ﷺ کو: ”کنتم خیر امت “یعنی بہترین امت کا لقب عطا فرمایا۔ یہ اکرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم المرسلینی کے طفیل نصیب ہوا جو کام پہلے انبیاء علیہم السلام کرتے چلے آرہے تھے یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وہ جماعت مصطفیٰ ﷺ کے افراد کو سونپا گیا۔ انبیاء سابقین کی تاریخ بتاتی ہے کہ کٹھن صبر آزما اور غیر معمولی کام کے پیش نظر انہیں طویل عمریں عطا کی گئیں۔ تاکہ وہ لگن خلوص، پیہم جدوجہد، صبر واستقلال کے ساتھ اپنا مشن جاری رکھ سکیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ حضور اکرم ﷺ کی امت کو پہلے انبیاء والی ہی عمریں دی جاتیں۔ لیکن ان کے مقابلے میں بہت کم عمریں دی گئیں۔ جناب رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے افراد کی اوسط عمر ساٹھ برس ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کسی امت کی اوسط عمر اس کے نبی کی عمر کے برابر ہوتی ہے۔ سرکار دو جہاں ﷺ کی امت کی اوسط عمر کم تھی۔ انبیائے کرام علیہم السلام والا کام مشکل اور صبر آزما تھا۔ اس لئے خالق کائنات نے اس کمی کی تلافی کے لئے امت مصطفیٰ ﷺ کے عمل کے ثواب کو زیادہ کر دیا اوران کے کام میں اس طرح برکت ڈال دی کہ وہ اپنی عمروں کے کم ہونے کے باوجود نبیوں کے مقدس اور مبارک مشن جاری رکھ کر زیادہ سے زیادہ اجر وثواب حاصل کر سکتے ہیں۔

شب نجات

پروردگار عالم اپنے محبوب ﷺ کی امت پر اس قدر مہربان اور شفیق ہیں کہ اس نے کم عرصہ میں زیادہ سے زیادہ ثواب دینے کے لئے بعض نادر مواقع، مناسب اوقات اور پسندیدہ شب وروز عطا کر رکھے ہیں جن سے استفادہ کر کے حضور اکرم ﷺ کے غلام اور بالخصوص گنہگار اس کی بے پایاں رحمتوں، برکتوں اور نوازشوں سے اپنا دامن بھر سکتے ہیں۔ انہی متبرک شب وروز میں سے شعبان کی ۱۵ ویں شب ہے جسے شب برأت کہا جاتا ہے۔ شعبان کو اصل اہمیت اور فضیلت اسی شب کی بدولت حاصل ہے۔ برأت کے معنی چھٹکارا یا نجات حاصل کرنے کے ہیں۔ گویا یہ شب نجات ہے جس میں گنہگاروں کو بری کیا جاتا ہے اوران کی بخشش عام اور معافی کا اعلان کیا جاتا ہے۔ ایک روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے شعبان کی ۱۳ تاریخ کو اپنی امت کی شفاعت کی دعا فرمائی تو اس دعا کو شرف قبولیت اس طرح نصیب ہوئی کہ اس دعا کو

ایک تہائی ملا۔ پھر ۱۴رشعبان کو دعا کا اعادہ فرمایا تو دوتہائی عطا ہوا۔ ۱۵رشعبان کو رحمت دو عالم ﷺ نے دعا کی تو امت کی مغفرت اور بخشش کے لئے وہ سب کچھ عطا ہوا جو کملی والے نے اپنے مالک حقیقی سے مانگا۔ علمائے کرام نے شب برأت کو مختلف نام دیئے ہیں:

۱...... لیلة الکفیر۔ گناہوں سے رہائی پانے والی رات۔

۲...... لیلة الشفات۔ شفاعت والی رات۔

۳...... لیلة المغفرت۔ بخشش والی رات۔

حضرت عائشہؓ کی شہادت

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ میرے حجرے میں آرام فرمارہے تھے۔ رات کے کسی حصہ میں میری آنکھ کھلی تو میں نے حضور ﷺ کو اپنے حجرے میں موجود نہ پایا۔ میں آپ ﷺ کی تلاش میں نکلی۔ تمام ازواج مطہرات کے حجروں میں تلاش کیا۔ یہاں تک کہ حضور اقدس ﷺ کی تلاش میں میں جنت البقیع (مدینہ منورہ کا قبرستان) میں پہنچ گئی۔ میں نے دیکھا کہ سرکار دو عالم ﷺ اپنے پروردگار عالم سے اپنی امت کی بخشش کی دعا مانگ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا عائشہؓ تجھے معلوم ہے آج کون سی رات ہے؟۔ میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا آج شب برأت ہے۔ یہ اتنی رحمتوں اور برکتوں والی رات ہے جس میں مولائے کریم اپنی شان کریمی کے صدقے بنوکلب قبیلے کی بھیڑوں بکریوں کے بالوں کے برابر گنہگاروں کو بخش دیتے ہیں۔ قبیلہ بنوکلب کے پاس جو بھیڑیں بکریاں تھیں وہ اس وقت سارے عرب قبائل کی بھیڑوں بکریوں کی تعداد سے کہیں زیادہ تھیں۔ شب برأت کے موقع پر قبرستان میں جاکر مردوں کی بخشش اور مغفرت کی دعا کرنا سنت ہے اور عبادت کا حصہ ہے۔ فوت شدہ لوگ ہماری دعاؤں کے محتاج، مستحق اور منتظر ہیں۔

خدائی پکار

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب شعبان کی ۱۵ویں رات ہو تو اس رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو۔ کیونکہ اس رات اللہ تعالیٰ کی رحمت آفتاب کے غروب ہوتے ہی آسمان دنیا پر ظاہر ہوتی ہے اور اس کی بے پایاں رحمت کل عالم میں پھیل جاتی ہے۔ سارا سال بندہ خدا کی رحمت تلاش کرتا ہے۔ یہ ایسی منفرد رات ہے جس میں خدا کی رحمت اپنے بندوں کو تلاش کرتی ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس رات اپنے بندوں کو پکارتے ہیں۔

۱...... ہے کوئی بخشش، مغفرت طلب کرنے والا کہ میں اسے بخش دوں۔

۲...... ہے کوئی رزق میں فراخی چاہنے والا کہ میں اسے رزق وافر عطا کروں۔

۳...... ہے کوئی مصیبت زدہ کہ میں اسے مشکل و مصیبت کے چنگل سے آزاد کردوں۔

۴...... ہے کوئی اپنی کسی خواہش، حاجت والا میں اس کی حاجت ضرورت اور مراد پوری کردوں۔

حضرت علیؓ سے مروی حدیث کا خلاصہ یہ ہے: ''قوموا لیلھا'' اس رات کو قیام کرو۔

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ قیام کا مطلب یہ ہے کہ شب برأت کو عبادت و ریاضت اور نماز میں گزارو۔ قرآن مجید میں جہاں بھی نماز کا ذکر آیا ہے وہاں نماز پڑھنے کا نہیں بلکہ اقیمو الصلوٰۃ نماز قائم کرنے کا حکم آیا ہے۔ مفسرین اور محققین نے اس نکتہ کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ نماز قائم کرنے سے مراد یہ ہے کہ نماز کو نہایت خشوع وخضوع، ذوق وشوق، انہماک واہتمام اور اس کی جملہ کیفیات کے ساتھ ادا کیا جائے: ''وصوموا نھارھا'' اور اس دن کو روزہ رکھو۔ سرور کائنات ﷺ کے ارشاد کے مطابق شب برأت کی رات کو عبادت کرنا اور اگلے دن کا روزہ رکھنا بہت اجر وثواب کا باعث ہے۔ یہ عمل حضور اقدس ﷺ کی سنت ہے اور اس عمل میں امت کے لئے بھلائی، فلاح اور خیر وبرکت ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ساری رات عبادت و ریاضت بھی کرو اور اگلا سارا دن بھوک پیاس میں گزارو۔ آخر اس میں کیا حکمت ہے؟۔

نذرانہ تشکر

حضور اکرم ﷺ کے فرمودات اور ارشادات کے بعد ہمارا ایمان اور عقیدہ پختہ ہونا چاہیے کہ شب برأت ایسی فضیلت والی رات ہے جس میں اللہ رب العزت کی رحمت اپنے بندوں کے گناہوں کو دریائے رحمت کی روانی وطغیانی میں بہا کر لے جاتی ہے۔ ایک روایت کے مطابق اس رات رحمت کے تین سو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ یہ رات بلاشبہ گنہگار بندوں کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ ایسی مقدس نرالی، اعلیٰ اور مبارک صرف ایک رات میں ذوالجلال کی رحمتوں، برکتوں سے جھولیاں بھر لینے کے بعد ضروری ہے کہ اگلے روز تشکر کے طور پر روزہ رکھا جائے۔ تاکہ اس کا بندہ مالک حقیقی کی سدا بہار فیوض و برکات سے مستفیض ہوتا رہے۔

بدقسمت انسان

ایک دوسری حدیث جو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے۔ فرمایا: ''ان اللہ تعالیٰ لیطلع فی لیلۃ النصف من شعبان''

شعبان کی پندرھویں رات کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے طفیل سوائے مشرک اور کینہ پرور کے تمام گنہگاروں کو معاف فرمادیتا ہے۔ ایک روایت میں بیان ہوا ہے کہ اس مبارک رات میں دس قسم کے انسانوں کی بخشش نہیں ہوتی۔

۱...... مشرک	۲...... کینہ پرور	۳...... والدین کا نافرمان
۴...... کاہن (جادوگر)	۵...... ذخیرہ اندوز	۶...... سود کھانے والا

۷...... شرابی ۸...... چغل خور ۹...... زانی

۱۰...... گستاخ رسول ﷺ

حضرت غوث اعظمؒ لکھتے ہیں کہ اس رات کو شب برأت اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں دو بیزاریاں ہیں:

۱...... بدبخت لوگ اللہ تعالیٰ سے بیزار ہوتے ہیں۔ ۲...... اللہ تعالیٰ کے دوست گمراہی سے بیزار ہوتے ہیں۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ماہ شعبان کی درمیانی رات آنے پر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حالات پر نظر ڈالتا ہے۔ اہل ایمان کو اپنے فضل وکرم سے بخشش دیتا ہے اور منکرین حق کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔

خدائی بجٹ والی رات

اوپر بیان کی گئی احادیث اور روایات کی روشنی سے پتہ چلتا ہے کہ شب برأت اصلاح واحتساب اور مرادوں والی رات ہے۔ جس میں بندوں کی قسمت کے فیصلے بھی کیے جاتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ نے فرمایا شب برأت میں آئندہ سال کی پیدائش اور اموات لکھی جاتی ہیں۔ آئندہ سال کا رزق تقسیم کیا جاتا ہے۔ حضرت عکرمہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بتایا کہ شعبان کی پندرھویں رات میں سال بھر کے تمام امور کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ موت وحیات نکاح اور طلاق، خوشی وغمی، امارت وغربت، عزت وذلت، عروج وزوال۔ غرضیکہ بندوں کی قسمت سے متعلق تمام امور طے کیے جاتے ہیں۔ حکومتیں، جماعتیں اور تجارتی ادارے ہر سال آمد خرچ کا حساب کر کے نفع ونقصان نکالتے ہیں۔ سابقہ کارکردگی کا جائزہ لیتے ہیں اور آئندہ کا لائحہ عمل مرتب کرتے ہیں۔ مولائے کریم بھی ہر سال شب برأت کو اپنے بندوں کا چٹھہ بناتے ہیں۔ شب برأت گویا خدائی بجٹ والی رات ہے۔ شعبان شعب سے مشتق ہے۔ علماء نے اس کے لغوی معنی جمع کرنا اور تعریف کرنا مراد لئے ہیں۔ بجٹ بھی جمع تفریق کا دوسرا نام ہے۔

شب برأت بخشش ومغفرت کی رات ہے۔ اس میں بندوں کو اپنے آقا اور مالک حقیقی سے لو لگانی چاہئے۔ جس قدر ممکن ہو زیادہ سے زیادہ توبہ واستغفار کی جائے۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں الٹی گنگا بہہ رہی ہے۔ آتش بازی کر کے، پٹاخے چلا کر، قہقہے برسا کر اس عظیم رات کے تقدس کو پامال کیا جاتا ہے۔ حلوے، سویاں اور مٹھائی کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ سبھی کچھ خرافات اور بدعت ہے۔ ہمیں ان سے بچنا چاہئے۔ اس رات خدا تعالیٰ کی رحمت، انوارات، تجلیات عرش سے فرش پر آرہی ہوتی ہے اور ہم نیچے سے اوپر آگ برسا رہے ہوتے ہیں۔ ہمارے یہ اعمال پروردگار عالم کے عذاب اور غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہیں۔ اقبال مرحوم فرماتے ہیں:

حقیقت روایات میں کھو گئی
یہ امت خرافات میں کھو گئی

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: ’’وذر الذین اتخذو دینھم لعباً ولھواً وغرتھم الحیاۃ الدنیا ۔ انعام: ۷۰ ‘‘ ’’اے نبی ان لوگوں سے قطع تعلق فرمالیں جنہوں نے اپنے دین کو کھیل وتماشا بنا رکھا ہے۔ ان کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔‘‘

اس آیت میں یہود ونصاریٰ کے علماء کی طرف اشارہ ہے جنہوں نے دین کو کھیل کود، خرافات وبدعات کا ذریعہ بنا دیا۔ اللہ رب العزت نے ان سے سخت بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ علماء کو چاہئے کہ وہ مسلمان قوم کا عقیدہ درست کرنے کے لئے آواز اٹھائیں اور انہیں شب برأت کے موقع پر خرافات اور غلط رسمیں ادا کرنے سے روکیں۔ مسلمانوں کو بتایا جائے کہ شب برأت دیوالی نہیں کہ تم لاکھوں روپے ناجائز آتشبازی، پٹاخوں، پھلجڑیوں کی نذر کردو۔ اتنے سرمائے کا ضیاع قومی المیہ نہیں تو اور کیا ہے۔ یہی کثیر رقم غریبوں ناداریتیموں مسکینوں کی فلاح وبہبود کے لئے استعمال کرکے ثواب دارین حاصل کیا جاسکتا ہے۔

یاد رکھئے! شب برأت قضا وقدر قہر وقرب، سعادت وشقاوت، مغفرت وپکڑ کی رات ہے۔ حضرت حسن بصریؒ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ شعبان میں اپنے گھر سے نکلتے تو ان کا چہرہ اس طرح نظر آتا جیسے کوئی مردہ قبر سے نکل آیا ہو۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ خدا کی قسم میری مصیبت اس شخص کی مصیبت سے کسی طرح کم نہیں جس کی کشتی دریا میں ٹوٹ جائے۔ فرمایا مجھے یقین ہے کہ میرے گناہوں کا مواخذہ ہوگا اور مجھے اپنی نیکیوں کے اجر کے بارے میں ڈر لگ رہا ہے۔ مراد یہ ہے کہ نیک بدلہ پانے کے لئے جو نیکیاں کی ہیں خدا جانے ان کا اجر ملے نہ ملے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس رات کی قدر کرنے اور اس کی فیوض وبرکات حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(بقیہ پریشانی کے اسباب)

دوسری حدیث میں ہے کہ تم لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (نیک کاموں کے کرنے کا حکم اور بری باتوں سے روکنا) کرتے رہو۔ اس سے قبل کہ ایسا وقت آجائے کہ جس میں تم دعا کرو تو وہ بھی قبول نہ ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ چند آدمیوں کے کسی (ناجائز) کام کے کرنے سے عام عذاب نازل نہیں فرماتے۔ جب تک کہ ان لوگوں کے سامنے وہ کام کیا جائے اور وہ اس کے روکنے پر قادر ہوں اور نہ روکیں اور جب یہ نوبت آجائے تو پھر عام خاص سب ہی کو عذاب ہوتا ہے۔ یہی اسباب ہیں کہ جن کی وجہ سے آج کل نئی نئی آفات زلزلے، طوفان، قحط ریلوں کا ٹکرانا وغیرہ وغیرہ۔ ایسے ایسے حوادث روزمرہ کے ہوگئے ہیں جن کی کوئی حد نہیں۔ (جاری ہے)

کچھ حدود آرڈیننس اور شرعی عدالت کے بارے میں!

مولانا محمد صدیق ارکانی

آج کل ٹیلی ویژن اور اخبار..... وغیرہ میں جس چیز کو حد سے زیادہ اچھالا جا رہا ہے وہ حدود آرڈیننس ہے۔ ٹیلی ویژن کا کوئی پروگرام اور اخبار کا کوئی صفحہ حدود آرڈیننس کی خبر کے بغیر شائع نہیں ہو رہا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ ایک بہت بڑی مصیبت یا آسمانی آفت ہے۔ جو ترقی کی راہ میں سنگ گراں کی طرح حائل ہے۔ اس لئے اسے ہٹا کر ہی دم لینا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ حدود آرڈیننس کس بلا کا نام ہے۔ جو دشمنان اسلام کو ہضم ہی نہیں ہو رہا ہے اور سب ہی اس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔

اس حقیقت سے انکار مشکل ہے کہ جمہوریت کی راہ سے ملک میں صحیح اسلام نہ ماضی میں آیا ہے اور نہ آ سکتا ہے۔ جس طرح سوئی کے سوراخ سے اونٹ کا گذر جانا ناممکن ہے۔ بالکل اسی طرح براہ جمہوریت احکام اسلام کی تنفیذ ناممکن ہے۔ البتہ امریکی اسلام، روسی اسلام، ایرانی اسلام، ماڈرن اسلام، ماہنامہ اسلام اور سر بریدہ اسلام براہ جمہوریت آ سکتا ہے۔ محمدی اسلام، خالق کائنات کا پسندیدہ اسلام، صحابہ کرام کا اسلام اور عنداللہ مقبول اسلام ہمیشہ براہ خلافت آیا ہے اور آئندہ بھی براہ خلافت علی منہاج النبوۃ ہی آئے گا۔

جنرل ضیاء الحق کے مارشل لاء کے بعد ہی ۱۹۷۷ء سے ہمارے اکابرین نے یہ کوشش شروع کر دی کہ تنفیذ اسلام کی کوئی نہ کوئی صورت نکالی جائے۔ چنانچہ جنرل ضیاء الحق نے اسلامائزیشن کے عمل کے لئے ایک کمیٹی ترتیب دی۔ کمیٹی کے افراد ملک کے سینئر ترین قانون دان، ماہرین علماء، ملکی وبین الاقوامی سیاست کی گلی کوچوں سے واقف کار، جہاندیدہ، امانت دار و دیانت دار اور انتہائی باصلاحیت تھے۔ جیسے شریف الدین پیرزادہ، اے کے بروہی، اے کے ہدانی، جسٹس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، خالد ایم اسحاق، جسٹس محمد افضل چیمہ، مولانا ظفر احمد انصاری، پیر کرم شاہ ازہری وغیرہ شامل تھے۔ انہوں نے شب و روز اور لیل ونہار مسلسل چودہ ماہ خوب خوب تحقیق کی۔ بحث ومباحثہ کیا اور درج ذیل غیر ملکی سینئر ترین ماہرین سے بھی مدد لی۔ شام کے سابق اسپیکر ڈاکٹر معروف دوالیبی، شام ہی کے معروف اسکالر ڈاکٹر مصطفی زرقاوی اور سوڈان کے ایک سابق اٹارنی جنرل۔ اس کے بعد مذکورہ کمیٹی نے حدود کے متعلق اپنی سفارشات کو حتمی شکل دی اور جنرل ضیاء الحق کے سامنے پیش کیا۔ جسے ضیاء الحق نے ۱۹۷۹ء کو ایک آرڈیننس کی شکل میں نافذ کر دیا۔

یہ حدود آرڈیننس حد قذف، حد سرقہ، حد شرب، حد زنا، حکم امتناع، قصاص، دیت وغیرہ پر مشتمل ہے۔ اس آرڈیننس کے نفاذ کے بعد دشمنان اسلام یورپی ممالک اور اعدائے دین متین حرکت میں آ گئے اور اسے فرد واحد (ضیاء الحق) کا لاگو کردہ قانون قرار دیا جانے لگا اور اسے حد سے زیادہ تنقید کا نشانہ بنایا جانے لگا۔ اس کی قدرے تفصیل ڈاکٹر طفیل

ہاشمی صاحب کی کتاب ''حدود آرڈیننس کتاب وسنت کی روشنی میں'' میں ہے۔ اس وقت سے ۱۹۹۸ء تک یہ لوگ اس کے خاتمے کی کوشش میں مصروف رہے۔ لیکن انہیں مکمل ناکامی ہوئی۔ ۱۹۹۹ء میں جنرل پرویز مشرف صاحب صدارت پر فائز ہوئے اور انہیں پھر دوبارہ امید کی کرن نظر آئی اور یہ لوگ پھر میدان میں نکل آئے۔ صدر صاحب متعدد بار یہ فرما چکے ہیں کہ حدود قوانین فرد واحد کے نافذ اور وضع کردہ ہیں۔ اس لئے ان پر نظر ثانی میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ حالانکہ یہ حدود فرد واحد کے وضع کردہ قطعاً نہیں ہیں۔

بہرحال صدر مشرف صاحب نے اپنے مؤقف کی تائید میں ''نیشنل کمیشن آن دی اسٹیٹس آف ویمنز'' کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ اس کا جائزہ لے کر اپنی سفارشات پیش کرے۔ کمیشن کی چیئرپرسن ریٹائرڈ جسٹس واجدہ رضوی نے ۲۰۰۳ء کی آخری سہ ماہی میں اپنی جائزہ رپورٹ جنرل صاحب کو پیش کی۔ اس جائزہ رپورٹ میں کہا گیا تھا کہ حدود قوانین میں تبدیلیوں سے عورتوں کے حقوق پر پڑنے والے منفی اثرات ختم نہیں ہوسکتے۔ اس لئے انہیں سرے سے ختم کر دینا ہی مناسب ہے۔ (استغفر اللہ) مذکورہ کمیشن میں اسلامی نظریاتی کونسل کے سابق چیئرمین ڈاکٹر ایس ایم زمان بھی تھے۔ انہوں نے واجدہ کی رپورٹ کو غیر آئینی اور غیر قانونی قرار دیا ہے۔

۲۰۰۳ء ہی میں ''ہیومن رائٹس کمیشن آف امریکا'' منظر عام پر آئی۔ جس میں حدود اور توہین رسالت کے قوانین پر شدید تنقید کی گئی۔ ۲۰۰۴ء میں پیپلز پارٹی کی خاتون رہنما شیری رحمٰن نے قومی اسمبلی میں ایک بل جمع کرایا۔ جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ حدود قوانین کو منسوخ کیا جائے۔ اس کے علاوہ بھی متعدد بار حدود کو چیلنج کیا جاچکا ہے اور نظر ثانی کی جاچکی ہے۔ لیکن ہر مرتبہ اغیار ہی کو ناکامی ہوئی ہے۔ اب (۱۶رجون ۲۰۰۶ء میں) ڈاکٹر محمد سلیم خانی صاحب نے ڈاکٹر اسماعیل قریشی صاحب کی طرح حدود آرڈیننس کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا ہے۔ اب آیئے ذرا وفاقی شرعی عدالت پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

وفاقی شرعی عدالت کا قیام بھی ہمارے اکابر علماء اور محب اسلام ووطن باکمال افراد کی جہد مسلسل اور پیہم محنت کا نتیجہ ہے۔ جس کی منظوری جنرل ضیاء الحق صاحب نے ۱۹۸۰ء سے قبل دی۔ پھر اس عدالت میں ان باکمال اور لاجواب افراد کو متعین کیا گیا۔ جو ہر اعتبار سے باصلاحیت اور منتخب شدہ ہیں۔ جسٹس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب اور پیر کرم شاہ ازہری جیسے نابغۂ روزگار افراد اس میں شامل تھے۔

استاد محترم حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدھم نے ۱۹۹۱ء کو دورۂ حدیث کے درس کے دوران فرمایا کہ پاکستان کا کوئی بھی شہری کسی بھی غیر اسلامی حکم کی وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کرسکتا ہے اور عدالت اس کا جائزہ لے کر پہلے اس کو متبادل اسلامی حکم بیان کرے گی۔ پھر حکومت کو تبدیلی حکم پر مجبور کرے گی۔ اگر حکومت اس پر آمادہ نہ ہوتو یہ عدالت متبادل اسلامی حکم نافذ کردے گی۔ یہ ایک ایسا اختیار ہے جس کے تحت غیر اسلامی احکامات کی جگہ اسلامی

احکامات نافذ کئے جاسکتے ہیں۔ چنانچہ اس اختیار کے تحت حدود آرڈیننس کی طرح بہت سے اسلامی احکامات نافذ کئے جا چکے ہیں۔ اسی اختیار کو استعمال کرتے ہوئے وفاقی شرعی عدالت نے سود کی حرمت پر پہلا فیصلہ ۱۴؍نومبر ۱۹۹۱ء کو دیا اور دوسرا مفصل ومدلل فیصلہ ۲۳؍جنوری ۱۹۹۹ء کو دیا۔ ان فیصلوں کے باوجود جب حکومت ٹس سے مس نہیں ہوئی تو وفاقی شرعی عدالت نے مئی ۲۰۰۱ء میں حکومت کو آخری مہلت دی اور کہا ۳۰؍جون ۲۰۰۲ء تک جملہ بینکوں سے سود کا خاتمہ کر کے اس کا متبادل نظام قائم کیا جائے۔ جس کا مفصل خاکہ پیش کردیا گیا ہے۔ ورنہ وفاقی شرعی عدالت کا بیان کردہ خاکہ خود بخود نافذ العمل ہو جائے گا۔

اس آخری مہلت کے بعد وفاقی شرعی عدالت کی ٹیم کے سربراہ پر دباؤ ڈالا گیا تاکہ وہ اپنا فیصلہ واپس لیں یا اس میں ردوبدل کریں۔ لیکن سربراہ نے معذرت کی اس لئے ۱۱؍ربیع الاوّل ۱۴۲۳ھ/۲۴؍مئی ۲۰۰۲ء میں جسٹس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کو سبکدوش کر کے ان کی جگہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب اور ڈاکٹر رشید احمد جالندھری صاحب کو مقرر کیا گیا۔ یوں پاکستانی عوام کو ایک عظیم المرتبت جہاندیدہ عبقری شخصیت کی قومی وملی خدمت سے محروم کردیا گیا۔ جس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔

حدود آرڈیننس کی دفعات ۵ اور ۶ میں رجم (سنگساری) کو بطور حد شرعی نافذ کیا گیا ہے۔ جس طرح سعودی عرب میں عملاً نافذ ہے۔ رجم کی یہ حد دشمنان اسلام کو بالکل پسند نہیں ہے۔ اس لئے وہ اسے حیوانی فعل سے تعبیر کرتے ہیں۔ جبکہ یہ حکم ربانی ہے۔ یہ لوگ شروع ہی سے اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ حد رجم کو کسی طرح ختم کیا جائے۔ البتہ یہ لوگ براہ راست نام رجم کا نہیں لیتے۔ بلکہ حدود آرڈیننس ہی کو غیر شرعی اور حیوانی فعل سے تعبیر کرتے ہیں۔ جس کی تفصیل آچکی ہے۔

۱۹۸۳ء میں وفاقی شرعی عدالت میں ایک درخواست دائر کی گئی اور اس میں حد رجم کو چیلنج کیا گیا تھا اور کہا گیا تھا کہ یہ حد شرعی نہیں ہے۔ اس لئے اس میں نظر ثانی کی جائے۔

نظر ثانی کی اس درخواست پر وفاقی شرعی عدالت نے چھ سینئر ترین ججوں پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی تاکہ وہ اس کا جائزہ لے۔ ان چھ ججوں میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب بھی تھے۔ اس کمیٹی نے مکمل بحث ومباحثہ اور تحقیق وتدقیق کے بعد مفصل ومدلل فیصلہ صادر کیا اور کہا کہ رجم حد شرعی ہے۔ اور احکام اسلام کے منافی نہیں ہے۔ مولانا عثمانی صاحب کا یہ مفصل فیصلہ پی ایل ڈی کے اکتوبر ونومبر ۱۹۸۳ء کے شماروں میں شائع ہو چکا ہے اور اب ہفت روزہ ضرب مؤمن کراچی شمارہ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۷ھ/جون ۲۰۰۶ء میں بھی شائع ہوا ہے۔ اس مفصل ومدلل فیصلہ کے بعد یہ شبہ بھی باقی نہیں رہتا کہ شاید رجم غیر اسلامی حکم ہے۔

یہ بھی عجیب بات ہے کہ پاکستان کے شعبوں میں نہ صرف غیر اسلامی قوانین نافذ ہیں۔ بلکہ انہیں مزید

غیر اسلامی بنانے کی کوشش بھی کی جارہی ہے۔ جیسے سود کے لین دین کی مکمل اجازت ہے۔ موسیقی واداکاری کی اجازت ہے۔ مووی اور تصویر کشی کی اجازت ہے۔ سرکاری اسکولوں میں غلط نصاب پڑھانے کی اجازت ہے۔ غیر اسلامی لباس زیب تن کرنے کی اجازت ہے۔ پتلون اور ٹائی لگانے کی اجازت ہے۔ شراب پینے اور پلانے کی اجازت ہے۔ عیاشی وفحاشی کی اجازت ہے۔ ذخیرہ اندوزی کی اجازت ہے۔ جمعہ کے بجائے اتوار کو چھٹی کرنے کی اجازت ہے۔ مخلوط تعلیم کی اجازت ہے۔ مجاہدین کو دہشت گرد قرار دے کر قتل کرنے کی اجازت ہے۔ غرض تقریباً ہر شعبہ ہائے زندگی میں غیر اسلامی قوانین نہ صرف نافذ العمل ہیں۔ بلکہ بڑوں کی سرپرستی میں یہ سب کچھ ہورہا ہے۔ ان قوانین پر آج تک نہ کسی نے اعتراض کیا۔ نہ کالم لکھا اور نہ ہی انہیں اسلامی بنانے کی کوشش کی گئی۔ بلکہ ان غیر شرعی قوانین پر اجتہاد کی گنجائش بھی نہیں نکالی گئی۔ ان قوانین میں حدود آرڈیننس بھی ہے۔ جو کافی حد تک نہ صرف اسلامی ہے۔ بلکہ سنت وشریعت کے عین مطابق بھی ہے۔ اس کے باوجود اس کی خامیاں نکالی جارہی ہیں۔ مفساد بیان کیے جارہے ہیں اور سارا نزلہ اس پر گرایا جارہا ہے کہ موجودہ زمانے کے مستشرقین اجتہاد کر کے حدود اللہ اور قرآن وسنت کا حلیہ بگاڑ دیں۔ یاد رکھیے کہ قرآن وسنت کی من مانی تشریح سے قرآن وسنت کا حلیہ بگڑے یا نہ بگڑے اپنا حلیہ ضرور بگڑ جائے گا۔ تاریخ اس پر شاہد ہے۔ یہ بھی عجیب بات ہے کہ حدود آرڈیننس ایک خالص مذہبی اور تحقیقی مسئلہ ہے۔ اس کے باوجود اس پر عوام سے رائے لی جارہی ہے۔ جبکہ یہ کام محققین ومقننین اور ممتاز جہاندیدہ علماء کا ہے۔ جنہیں دیدہ ودانستہ دور رکھا جارہا ہے۔ جبکہ حدود آرڈیننس پر متعدد بار نظر ثانی کی جاچکی ہے۔

کیا آپ نے کبھی کسی فوجی قانون، عدالتی قانون، طبی قانون اور وکالتی قانون وغیرہ کو بھی عوام میں پیش کیا ہے اور عوام سے رائے طلب کی ہے یا اس قانون کو متعلقہ قانون کے ماہرین کے سامنے رکھا ہے اور ان کی رائے کو حرف آخر قرار دیا ہے۔ اگر وہاں ایسا نہیں ہے تو یہاں کیوں ایسا ہورہا ہے؟ وہ لوگ جو یورپ کے تعلیم یافتہ ہیں۔ انگریزی دان ہیں۔ منہ پہ داڑھی نہیں ہے۔ شکل وصورت یہود وہنود کی ہے۔ وضع قطع غیر اسلامی ہے۔ لباس غیر شرعی ہے۔ بال انگریزی ہے۔ صوم وصلوٰۃ سمیت مالی وبدنی عبادات کو ورزش اور خدمت انسانیت قرار دیتے ہیں۔ عربی کی ابجد سے ناواقف ہونے کے باوجود غیر مستند اردو تراجم دیکھ کر قرآن وحدیث کی نہ صرف من مانی تشریح کرتے ہیں۔ بلکہ مجتہد ہونے کا بھی دعویٰ کرتے ہیں۔ اس قسم کے حضرات ٹی وی میں آرہے ہیں۔ اخبارات کے صفحات سیاہ کررہے ہیں اور خوب تحفظات واعتراضات کررہے ہیں۔

اس وقت میرے سامنے روزنامہ...... کراچی اشاعت ۱۴؍جون ۲۰۰۶ء ہے۔ اس اشاعت کے دو اخباری صفحات اس کار خیر کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ سرورق کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۱...... کہ درج ذیل مسائل میں اجتہاد ممکن ہے۔ ت...... تمہیں معلوم اجتہاد کی صلاحیت کس کے پاس

ہے۔کاش مجتہدین کے نام بھی آ جائے؟۔

۲...... حدود اللہ میں بحث نہیں ہے۔ت ...... کیا حد زنا، رجم حد قذف وغیرہ حدود الناس ہیں۔

۳...... رب العالمین کا قانون قرآن وسنت میں موجود ہے۔ت ...... کیا رب العالمین کا قانون اجماع امت وقیاس شرعی میں نہیں ہے؟۔ان دونوں صفحات میں حدود آرڈیننس کے متعلق گیارہ مسائل کا اجمالی خاکہ ہے۔پھر ہر مسئلہ کے تحت سفارش بھی ہے۔اگر ان گیارہ مسائل پر بحث کی جائے تو یقیناً ضخیم کتاب بنے گی۔اس لئے اشاروں اور کنایوں سے کام لیا جارہا ہے۔’’العاقل تکفیه الاشارۃ‘‘

۴...... پہلا اعتراض: زنا آرڈیننس کا غلط استعمال ہورہا ہے۔اس لئے زنا آرڈیننس کو تبدیل کر دیا جائے۔ت ...... اگر کوئی شخص فوجی قوانین استعمال غلط کرتا ہے تو فوجی قوانین تبدیل کئے جائیں گے یا غلط استعمال کرنے والے کو سزا دی جائے گی؟۔

۵...... زنا کی جھوٹی ایف آئی آر درج کی جارہی ہے۔اس لئے جب تک چار گواہ نہ ہوں تب تک ایف آئی آر درج نہ کی جائے۔ت ...... محترم مقدمہ دائر کرنے اور ایف آئی آر درج کرنے کا مطلب معاملہ کی تحقیق وتفتیش کے لئے اپنے آپ کو عدالت کے سامنے پیش کرنا ہے۔تاکہ درخواست اور ایف آئی آر کی بنیاد پر تحقیق وتفتیش کا آغاز ہوسکے۔اس کے لئے نہ چار گواہوں کی ضرورت ہے اور نہ ہی ایک کی۔گواہوں کی ضرورت تو اجراء حد کے لئے ہوتی ہے۔اگر مقدمہ دائر نہ ہو تو معاملہ کی تحقیق وتفتیش کون کرے گا اور کس بنیاد پر کرے گا۔

۶...... سابقہ علماء ومقننین نے قرآن وحدیث کی غلط تشریحات کیں؟۔ت ...... وہ لوگ علم وعمل، خوف خدا، امانت ودیانت وغیرہ کے لحاظ سے موجودہ خودساختہ مجتہدین سے بہت آگے تھے۔اس کے باوجود اگر انہوں نے غلط تشریح کی ہے تو اس کی کیا گارنٹی ہے کہ موجودہ نام نہاد محققین صحیح تشریح کریں گے؟۔کل کوئی اور مجتہد پیدا ہوگا جو ان کی تشریحات کو غلط قرار دے کر اپنی تحقیق پیش کرے گا۔اس طرح تو قرآن وحدیث کھلونا بن جائے گی۔

۷...... اسلام عورتوں کو قید میں رکھنے کی منظوری نہیں دیتا۔ت ...... اسلام خواتین کو عیاشی وفحاشی پھیلانے، بلاوجہ نیم عریاں ہوکر مارکیٹوں میں گھومنے پھرنے، اداکاری کرنے، فلمیں بنوانے، محفلوں کی زینت بننے اور مخلوط انداز میں تعلیم حاصل کرنے کی اجازت بھی نہیں دیتا۔

۸...... زنا کے معاملہ میں ذرا سا بھی شک ہو تو پھر حد کی سزا نہیں دی جاسکتی۔ت ...... حد کی سزا تو نہیں ہوگی۔کیا تعزیری سزا بھی نہیں ہوگی؟۔

۹...... حمل زنا کا کافی ثبوت نہیں ہے۔ت ...... اگر غیر شادی شدہ کا تو ن کا حمل زنا کا ثبوت نہیں ہے تو کیا یہ حمل صحیح جماع کا ثبوت ہے؟۔کیا یہ حمل ثابت النسل ہے۔اگر ثابت النسل ہے تو اس کا باپ کون ہے؟۔

۱۰..... حدود اللہ میں زنا بالرضا کی انتہائی سزا سو کوڑے ہیں۔ یہ سزا اس وقت دی جاسکتی ہے جب مجرم کے حالات اور اس کا پس منظر کسی بھی کمی کا متقاضی نہ ہو۔ت ...... اگر زنا کی انتہائی سزا سو کوڑے ہیں تو رجم (سنگساری) کے متعلق جو متعدد صحیح احادیث ہیں وہ کہاں ہیں۔ ان پر کون عمل کرے گا۔ اس کو انکار حدیث کہتے ہیں۔ انکار حدیث درحقیقت انکار قرآن ہے۔ کیونکہ قرآن کا اعلان ہے کہ: ''ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا'' آج آپ نے انتہائی خوبصورت انداز میں رجم کو حدود اللہ سے نکال باہر کیا۔ پتہ نہیں کل اور کیا کیا نکالیں گے۔

اگر زانی اور قاتل کے حالات و پس منظر کے تحت حدود اللہ میں کمی ہو جائے تو کسی بھی زانی اور قاتل پر بھی حد جاری نہیں ہو سکے گی۔ کیونکہ موجودہ پرفتن دور میں ہر زانی، شرابی، کبابی اور قاتل کی حمایت کرنے والے بہت زیادہ ہیں۔ لہٰذا ایسی طاقتوں کی دھمکی پر اسلام ہی کو خیر باد کہہ دیا جائے۔ کیونکہ حالات خطرناک ہیں اور پس منظر اندوہناک ہے۔ یہی تو وجہ ہے کہ شہید ملت لیاقت علی خان کا قاتل حالات اور پس منظر کے تحت سزا اور قتل سے بچ گیا ہے۔ پھر تو آئندہ آپ کا قاتل بھی بچ جائے گا اور اپنی ماؤں بہنوں کی عفت پر ڈاکہ ڈالنے والا بھی حالات اور پس منظر کے تحت دندناتا پھرے گا۔

۱۱..... مسلم دانشوروں سے گفتگو سے پتہ چلا کہ حدود میں اجتہاد ممکن ہے۔ت ..... ظاہری بات ہے کہ مسلم دانشوروں سے گفتگو کا یہی نتیجہ نکلے گا۔ جبکہ مسلم ممتاز علماء سے گفتگو کرنی تھی۔ مسئلہ طب کا ہے راہ گیروں اور ماہی گیروں سے کیوں گفتگو کی جائے گی۔ معاملہ قانون کا ہے تو مقننین اور ماہرین قانون کے بجائے عام سپاہیوں اور ملازموں سے کیوں رائے لی جائے گی؟۔ کیا مسلم دانشور بانی پاکستانؒ، شہید ملتؒ اور صدر پاکستان حدود میں اجتہاد کر سکتے ہیں؟۔

۱۲..... اگر اسلامی اصولوں کو مدنظر رکھا جائے تو زیادتی کا شکار ہونے والی (زنا بالجبر) کو ملزم قرار نہیں دیا جا سکتا۔ت ..... ٹھیک ہے کہ اسلامی اصولوں کے مدنظر وہ ملزم نہیں ہے۔ لیکن اسلامی اصولوں کے مدنظر اس پر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ بلاوجہ نیم عریاں ہو کر بازاروں اور مارکیٹوں کا چکر نہ لگائے۔ اجنبی مردوں سے فون پر پیار و محبت کی باتیں نہ کرے۔ مخلوط انداز میں انگریزی تعلیم حاصل نہ کرے۔ پردے کا مکمل لحاظ کرے اور زنا بالجبر کا موقع ہی فراہم نہ کرے۔ ورنہ اسے ان امور کی پامالی کی سزا دی جائے گی۔

۱۳..... آج تک عصمت دری کے کسی ملزم پر حد کا اطلاق نہیں کیا گیا۔ت ..... کیا کسی اور ملزم پر بھی حد کا اطلاق کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ قانونی پیچیدگی صرف حدود آرڈیننس میں نہیں۔ دیگر قوانین میں بھی ہے۔ تو ان قوانین کی پیچیدگی دور کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی جارہی ہے۔

۱۴..... حدود آرڈیننس کا اطلاق غیر مسلموں پر بھی کر دیا گیا ہے۔ جب کہ اسلامی ریاست میں شریعت کا

تقاضا ہے کہ غیر مسلم اپنے طور طریقوں کے مطابق زندگی گزار سکتے ہیں۔ ان پر مقدمات بھی ان کی مذہبی تعلیم کے مطابق چلنے چاہئیں۔ ت کیا غیر مسلموں کو اسلامی ریاست میں بغیر حدود وقیود رہنے کی اجازت ہے؟۔ کیا انہیں اسلامی احکامات کا مذاق اڑانے کی اجازت ہے؟۔ کیا انہیں سنت اور شریعت میں دخل اندازی کرنے کی اجازت ہے؟۔ کیا انہیں تعاون اور مدد کے بہانے سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان خریدنے اور ارتدادی فساد پھیلانے کی اجازت ہے؟۔ کیا انہیں اسلامی قوانین واحکامات کے خلاف اخبارات کے صفحات سیاہ کرنے اور ٹی وی میں چلانے کی اجازت ہے؟۔ کیا انہیں قرآن کریم کی بے حرمتی کرنے اور سبز باغ دکھا کر مسلم عورتوں کو گھر سے باہر نکالنے کی اجازت ہے؟۔ کیا انہیں عیاشی وفحاشی پھیلانے، رنگین محفل سجانے اور اداکاری کرنے کی اجازت ہے؟۔ ان امور پر بھی آپ نے کبھی عوام سے رائے طلب کی ہے اور ٹی وی میں گفتگو فرمائی ہے؟۔ تصویر کا دوسرا رخ کیوں نظر نہیں آرہا ہے۔

۱۵.. گواہوں کے معیار کا تعین کرتے وقت حدود آرڈیننس میں مذہب اور جنس کی بنیاد پر تمیز کی گئی ہے اور یہ شریعت کے منافی ہے۔ ت آپ تو مذہب اور جنس کی بات کر رہے ہیں۔ مذہب اور جنس ایک ہوتے ہوئے بھی بعض مواقع پر گواہی قبول نہیں ہے۔ کیا بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں اور باپ کی گواہی بیٹے کے حق میں قبول ہے۔ کیا مسلم غلاموں کی گواہی آقا کے حق میں اور آقا کی گواہی مسلم غلاموں کے حق میں قبول ہے۔ ٹھیک ہے اگر آپ کے نزدیک مذہب اور جنس کی تمیز غلط ہے تو یورپی ممالک کی یہ گواہی تسلیم کرلیں کہ نبی آخرالزمان ﷺ دہشت ہیں۔ (معاذ اللہ) اسلام فرسودہ مذہب ہے۔ (انا للہ) عیسائی مذہب ناقابل منسوخ ہے۔ وغیرہ وغیرہ خرافات۔

شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے کیا ہی اچھی بات کہی ہے کہ:

یورپ کی غلامی پہ رضا مند ہوا ہے تو
مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے یورپ سے نہیں
جو بات حق ہو وہ مجھ سے چھپی نہیں رہتی
خدا نے مجھ کو دیا ہے دل خبیر وبصیر

یہی حدود بعینہ سعودی عرب میں نافذ العمل ہیں۔ اس لئے وہاں مکمل امن وسکون ہے۔ ڈاکہ زنی وقتل غارت گیری کالعدم ہے۔ لوٹ کھسوٹ نہیں ہے اور ہر شہری کو عافیت کی زندگی میسر ہے۔ اگر یہ سب کچھ وہاں ہوسکتا ہے تو یہاں کیوں نہیں ہوسکتا۔ پتہ چلا کہ آج نہیں قیام قیامت تک قرآن وسنت اور اسلامی احکامات نہ صرف قابل عمل ہیں بلکہ پر سکون زندگی کا راز اس میں مضمر ہے۔ اگر آپ کو سکون کی زندگی پسند نہیں ہے تو اسلام کو خیرباد کیجئے پھر اپنا حشر دیکھ لیجئے۔

”ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ“

(بشکریہ ماہنامہ حق نوائے احتشام کراچی)

قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ..... چار اصولی باتیں!

حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ

جنوری ۱۹۵۳ء میں حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ کو کانپور میں ایک نجی مجلس میں قادیانیت پر ایک گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا۔ جس میں حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ نے صرف یہی بتلایا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو جانچنے کا اور قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا اور آسان راستہ کیا ہے؟۔ جس سے ہر عامی سے عامی بھی ان کو جانچ پرکھ سکے۔ اب اسے افادہ کے لئے لولاک میں اس کو شائع کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس سے فائدہ پہنچائے۔ اس کے مطالعہ کے وقت ناظرین کو یہ ملحوظ رکھنا چاہئے کہ پہلے یہ گفتگو ماہنامہ الفرقان میں شائع ہوئی تھی اور اب ماہنامہ لولاک میں اس کو بعینہ شائع کیا جارہا ہے۔ ادارہ!

جنوری کے دوسرے ہفتہ میں کانپور سے ایک نوجوان اس عاجز کے پاس آئے اور انہوں نے بتلایا کہ ان کے بعض عزیز قادیانی ہیں اور وہ دوسرے عزیزوں اور قرابت داروں سے بھی اس سلسلہ میں باتیں کرتے ہیں جس کی وجہ سے اور لوگوں کے بھی گمراہ ہونے کا خطرہ ہے۔ انہوں نے مجھ سے خواہش کی کہ میں ان کے ساتھ چل کر انہیں سمجھانے کی کوشش کروں۔ میں نے ان سے کہا کہ جب آدمی کسی عقیدہ اور مذہب کو اختیار کر لیتا ہے اور لوگوں کو عام طور سے اس کے متعلق یہ بات معلوم ہو جاتی ہے تو میرا عام تجربہ اور اندازہ یہ ہے کہ پھر وہ ایک طالب اور متلاشی حق کی طرح سوچنے پر تیار نہیں ہوتا اور کسی بات پر انصاف اور سچائی کے ساتھ غور نہیں کرتا۔ بلکہ اس کا حال یہ ہو جاتا ہے کہ اس کے عقیدہ اور مذہب کے خلاف خواہ کیسی ہی روشن دلیلیں پیش کردی جائیں۔ لیکن وہ ان سے اثر نہیں لیتا اور اپنی بات پر قائم رہنا چاہتا ہے۔ اس لئے آپ کے جو عزیز قادیانیت اختیار کر چکے ہیں ان سے تو مجھے کوئی خاص امید نہیں۔ لیکن جو لوگ ابھی قادیانی ہوئے نہیں ہیں اور وہ غور کرنا چاہتے ہیں تو انشاء اللہ ان کے لئے میرا بات کرنا مفید ہوگا۔

بہر حال میں ان صاحب کے ساتھ کانپور چلا گیا اور ایک مختصر نجی مجلس میں جس میں غالباً دس بارہ حضرات ہوں گے۔ اس موضوع پر گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا۔ میں نے مناسب سمجھا کہ اس موقع پر قادیانیت کے متعلق ایک اصولی گفتگو کروں اور اس تحریک کے بارہ میں غور کرنے کا میرے نزدیک جو صحیح، سیدھا اور آسان راستہ ہے۔ بس اسی کو اس موقع پر پیش کروں۔ اس مقصد کے لئے میں نے خود مرزا غلام احمد قادیانی کی دو چار کتابوں کا ساتھ رکھ لینا کافی سمجھا تھا اور وہ میرے ساتھ تھیں۔

جو گفتگو اس عاجز نے اس مجلس میں کی وہ بحث ومناظرہ کے طرز کی نہ تھی اور اس کی نوعیت وعظ وتقریر کی بھی نہ تھی۔ بلکہ ایک مجلسی گفتگو تھی جس کا مقصد جیسا کہ عرض کیا صرف یہی تھا کہ جو لوگ قادیانیت کے بارہ میں غور کرنا چاہیں ان کے سامنے صحیح طریقہ اور سیدھا راستہ آ جائے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا فضل ہے کہ اس نے قادیانیت کی حقیقت اور قادیانیوں کی گمراہی کو سمجھنا ہر اس شخص کے لئے بڑا آسان کر دیا ہے جو نیک نیتی اور ایمان داری سے سمجھنا چاہے اور اس کے لئے صحیح اور سیدھا راستہ بھی اختیار کرے۔ نہ اس کے لئے بڑے علم کی ضرورت ہے نہ بڑی ذہانت کی۔ بلکہ معمولی سے معمولی عقل رکھنے والا آدمی بھی اگر سمجھنا چاہے تو بفضلہ تعالیٰ خوب سمجھ سکتا ہے۔ چونکہ مختلف مقامات سے اس کی اطلاعات مل رہی ہیں کہ قادیانی تحریک جو ملک کی تقسیم کے بعد سے بلکہ اس سے بھی کچھ پہلے سے ہندوستان میں ختم سی ہو چکی تھی۔ اب پھر اس کو زندہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور ادھر چند مہینوں سے قادیانی مبلغین کچھ سرگرمی دکھا رہے ہیں۔ اس لئے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ اس عاجز نے اس مجلس میں کہا تھا اس کو قلمبند کر کے شائع بھی کر دیا جائے۔ تاکہ قادیانیت کے بارے میں غور کرنے کا یہ صحیح اور سیدھا اور مختصر طریقہ زیادہ سے زیادہ عام مسلمانوں کے علم میں آ جائے اور اس نئے مذہب کی حقیقت کو سمجھنا سمجھانا لوگوں کے لئے آسان ہو جائے۔ اگرچہ واقعہ یہ ہے کہ پروفیسر الیاس برنی نے (اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے) قادیانی مذہب لکھ کر قادیانیت کے سلسلہ میں کچھ لکھنے کی ضرورت کو میرے نزدیک ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے اور یہ عاجز اب اس سلسلہ میں کسی نئی تحریر اور تصنیف کی قطعاً ضرورت نہیں سمجھتا۔ لیکن یہ گفتگو چونکہ بہت مختصر ہونے کے ساتھ بہت زیادہ عام فہم اور اپنے مقصد کے لئے انشاء اللہ بالکل کافی وافی ہے۔ اس لئے اس کو شائع کرنا مفید معلوم ہوا۔ امید ہے کہ اس کی روشنی میں غور کر کے ہر شخص یہ جان سکے گا کہ قادیانیت کتنی غلط اور مہمل چیز ہے اور کسی شخص کا قادیانی ہونا اور مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی یا مسیح موعود وغیرہ ماننا دینی اور اعتقادی گمراہی کے علاوہ اپنی عقل اور انسانی شرافت پر بھی کیسا ظلم ہے۔

تکمیل دین اور ختم نبوت

اس گفتگو میں اس عاجز نے پہلے تکمیل دین اور ختم نبوت کے مسئلہ پر کچھ روشنی ڈالی تھی۔ کم از کم اجمالاً اور اشارۃً اتنا یہاں بھی بتلا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اپنی گفتگو کے اس ابتدائی حصہ میں اس عاجز نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین کی تکمیل اور اس کی حفاظت کی ضمانت کے بارہ میں قرآن مجید کا بیان اور تاریخ کی شہادت ذکر کرنے کے بعد اس چیز پر روشنی ڈالی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان دونوں باتوں کا اعلان فرما کر ہمیشہ کے لئے ہر نبوت کی ضرورت کے ختم ہو جانے کا اعلان فرما دیا۔

کیونکہ جب دین: ''الیوم اکملت لکم دینکم · المائدہ:۳ '' کی شہادت کے مطابق بالکل مکمل ہو چکا اور اس میں اب کبھی کسی ترمیم اور اضافہ کی ضرورت نہیں ہوگی اور ''انا لہ لحافظون · الحجر:۹ '' کے مطابق وہ جوں کا

توں قیامت تک محفوظ بھی رہے گا تو کوئی نیا نبی اب آئے کیوں؟۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب پاک میں صراحتاً حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا اعلان بھی فرمادیا اور پھر رسول اللہ ﷺ نے اتنی حدیثوں میں جن کا شمار بھی مشکل ہو اپنی اس حیثیت کو صاف صاف بیان فرمایا کہ نبوت کا سلسلہ مجھ پر ختم کردیا گیا اور میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا اور پھر پوری امت محمدیہ کا ہمیشہ سے یہی ایمان اور یہی عقیدہ رہا اور جس زمانہ میں کسی نے اپنے کو نبی کہا اس کے متعلق کبھی کچھ غور کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ بلکہ جس طرح خدائی کے دعویداروں کو کذاب سمجھا گیا اسی طرح حضور ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کو امت نے کذاب سمجھا۔

تکمیل دین اور ختم نبوت کے سلسلے میں میں نے اس مجلس میں بس انہی چند پہلوؤں پر کلام کیا تھا اور اس کا خلاصہ بس اتنا ہی تھا۔ جو حضرات ان چیزوں کی تفصیل معلوم کرنا چاہیں وہ الفرقان بابت ماہ صفر کے محولہ بالا مضمون کی طرف رجوع فرمائیں۔ اس عاجز نے اس مجلس میں یہ سب باتیں اسی تفصیل بلکہ اسی ترتیب کے ساتھ بیان کی تھیں جس ترتیب و تفصیل سے چند ہی روز پہلے اپنے اس مضمون میں لکھ چکا تھا۔ چونکہ ناظرین الفرقان پڑھ چکے ہیں اس لئے یہاں صرف ان ہی اشارات پر اکتفا کرتا ہوں۔ البتہ ختم نبوت کے متعلق یہ اصولی بات کہنے کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کی جانچ کے متعلق جو کچھ وہاں کہا تھا اس کو تلخیص و اختصار کی کسی کوشش کے بغیر اسی تفصیل سے درج کرتا ہوں اور وہی دراصل قادیانیت کے متعلق اصل بحث ہے۔ جو کچھ میں نے وہاں اس سلسلہ میں کہا تھا اس کو پہلے سے ذہن میں مرتب کرلیا تھا اور کاغذ پر بھی نوٹ کرلیا تھا اور اسی کی مدد سے اب اس کو قلمبند کررہا ہوں۔

اگر تکمیل افادیت کے نقطہ نگاہ سے کوئی ایسی بات لکھنا مناسب سمجھوں گا جو اس مجلس میں نہیں کہی تھی تو انشاءاللہ موقع پر اس کو حاشیہ میں لکھ دوں گا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی جانچ

مجلس کے حاضرین میں جو چند قادیانی حضرات تھے میں نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ حضرات کو جیسا کہ میری اب تک کی گفتگو سے معلوم ہوا واقعہ یہ ہے کہ ختم نبوت ہمارے ایمان کا جز ہے۔ لیکن میں تھوڑی دیر کے لئے اس سے صرف نظر کر کے کہتا ہوں کہ اگر بالفرض نبوت ختم نہ ہوئی ہوتی اور انبیاء علیہم السلام کی آمد کا سلسلہ جاری ہوتا تب بھی مرزا غلام احمد قادیانی جیسے کسی شخص کے نبی ہونے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ میں اس وقت آپ حضرات کے سامنے چار اصولی باتیں پیش کرتا ہوں۔ ان کی روشنی میں ہر شخص مرزا قادیانی کو بڑی آسانی سے جانچ سکتا ہے اور میرے نزدیک قادیانیت پر غور کرنے کا یہی صحیح اور سیدھا اور آسان راستہ ہے۔ جو چار اصولی باتیں میں اس وقت آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ دو اور دو چار کی طرح بالکل بدیہی اصول ہیں۔

چار اصولی باتیں

پہلی بات: میری پہلی اصولی بات جس سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا یہ ہے کہ ہر سچے نبی کے لئے یہ ضروری

ہے کہ وہ اپنے سے پہلے سب نبیوں کا احترام کرے اور دوسرے لوگوں کو بھی ان کے ادب واحترام کی تعلیم دے۔ کیونکہ ہر پیغمبر اللہ کا نائب اور اس کا نمائندہ ہوتا ہے۔ کسی پیغمبر کی اہانت اور ہتک کرنا کسی ادنیٰ درجہ کے مومن کا بھی کام نہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کو ہم دیکھتے ہیں کہ انہوں نے اللہ کے سچے اور جلیل القدر نبی سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں بڑی غیر شریفانہ باتیں کہی اور لکھی ہیں۔ چونکہ یہ مجلس بحث ومناظرہ کی مجلس نہیں ہے اور میں آپ حضرات کو قادیانیت کے متعلق غور کرنے کا صرف طریقہ اور راستہ بتانا چاہتا ہوں۔ اس لئے مرزا قادیانی کی صرف ایک عبارت بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔ وہ اپنی کتاب دافع البلاء ص۴ حاشیہ، خزائن ج۱۸ ص۲۲۰ پر لکھتے ہیں:

''مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ کے دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے جسم کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔''

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام پر چند تہمتیں لکھی ہیں۔ اول یہ کہ وہ شراب پیتے تھے۔ دوم یہ کہ وہ فاحشہ اور بدکار عورتوں سے ان کی ناپاک کمائی سے حاصل کیا ہوا عطر اپنے سر پر ملواتے تھے اور ان کے ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اپنے بدن کو چھواتے تھے۔ تیسرے یہ کہ بے تعلق جوان عورتیں ان کی خدمت کرتی تھیں۔ یہ ناپاک تہمتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے پاک پیغمبر پر لکھنے کے بعد یہ شخص یہ بھی لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق حصور کا لفظ انہی قصوں کی وجہ سے نہیں فرمایا۔

جو گندی ناپاک تہمتیں اس ظالم نے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگائیں یہ ان کو قرآن پر اور اللہ تعالیٰ پر بھی تھوپتا ہے۔ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ہی باتوں کی وجہ سے ان کو قرآن میں حصور نہیں کہا۔ کیونکہ حصور کے معنی ہیں اپنی خواہش نفس کو روکنے والا۔ ''سبحانہ وتعالیٰ عما یقولون علواً کبیر۰ اسرا:۴۳'' حالانکہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن پاک میں حصور نہ کہنے سے یہ نتیجہ نکالا جائے کہ معاذ اللہ یہ گندے قصے اس کا سبب ہیں تو پھر تمام جلیل القدر پیغمبروں، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خود سید المرسلین حضرت محمد ﷺ کے متعلق بھی یہ ظالم یہی کہے گا۔ کیونکہ قرآن مجید میں ان حضرات کے لئے بھی حصور کا لفظ کہیں استعمال نہیں کیا گیا۔ یہ ہے اس شخص کی قرآن دانی کا نمونہ جس کو اس کے امتی اس کا سب سے بڑا معجزہ کہتے ہیں۔

یہ گندی باتیں جو اس شخص نے یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہی ہیں مجھے معلوم نہیں کہ آپ لوگوں کا احساس ان کے متعلق کیا ہے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ نبی کا مقام تو بہت بلند ہے۔ کسی شریف اور نیک آدمی کے

متعلق بھی ایسی باتیں کرنا یقیناً اس کی سخت توہین ہے اور جس شخص میں ایمان کا کوئی ذرہ ہو وہ اللہ کے کسی پیغمبر کے متعلق ایسی گندی اور بے حیائی کی باتیں زبان سے نہیں نکال سکتا۔

قادیانی تاویل: میں خود ہی آپ کو یہ بھی بتلا دوں کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو ایسی غیر شریفانہ باتیں اپنی کتابوں میں لکھی ہیں۔ قادیانی حضرات ان کے متعلق عام طور سے یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ سب عیسائی پادریوں کے مقابلہ میں الزامی طور پر لکھا گیا ہے۔ لیکن یہ محض دھوکہ اور بناوٹ ہے۔ خصوصاً میں نے اس وقت جو عبارت پڑھ کر سنائی ہے وہ دافع البلاء کی ہے اور دافع البلاء کے مخاطب زیادہ تر علمائے اسلام ہیں۔ جس کا جی چاہے پوری کتاب پڑھ کر دیکھ لے۔ اس کے علاوہ جو گندی اور فحش باتیں انہوں نے اس عبارت میں سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کی ہیں وہ تو ان کے نزدیک (معاذ اللہ) ایسے سچے اور واقعی قصے ہیں کہ اللہ نے انہی کی وجہ سے قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حصور کے خطاب سے محروم رکھا اور وہ قرآن میں حضرت عیسیٰ کا نام حصور نہ رکھنے کو ان گندی تہمتوں کے ثبوت کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔ پس اس کو پادریوں کے مقابلہ کا صرف الزامی جواب کیسے کہا جا سکتا ہے۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ دافع البلاء کی اس عبارت سے یہ بات بھی واضح طور پر معلوم ہوگئی کہ اس شخص نے یعنی مرزا قادیانی نے اگر کسی کتاب میں عیسائیوں کے مقابلہ میں بھی ایسی باتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہی ہیں تو وہ صرف الزامی نہیں ہیں۔ بلکہ بیان کے اپنے خیالات اور اپنے دعوے ہیں۔

میں مثال کے طور پر کہتا ہوں کہ انہوں نے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قریب قریب یہی گندی باتیں اس سے بھی زیادہ نامہذب اور گندے الفاظ میں ضمیمہ انجام آتھم میں لکھی ہیں۔ اگرچہ اس قسم کی چیزوں کا پڑھنا اور سننا ہر مسلمان کے لئے تکلیف دہ ہے۔ لیکن چونکہ آپ کو اس کی ضرورت ہے۔ اس لئے میں اس کو بھی پڑھے دیتا ہوں۔ لکھتے ہیں کہ:

”آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے (یعنی رنڈیوں سے) میلان اور صحبت بھی شاید اس وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص۷، حاشیہ خزائن ج۱۱ ص۲۹۱)

پنجابی حضرات رنڈی کو کنجری بولتے ہیں۔ چونکہ یوپی کے اکثر لوگ اس محاورے کو جانتے نہیں ہیں۔ اس لئے اس مجلس میں یہ عبارت پڑھتے وقت یہ تشریح کردی گئی تھی۔

اس عبارت میں بھی مرزا قادیانی نے وہی باتیں کہی ہیں جو دافع البلاء سے میں ابھی آپ کو سنا چکا ہوں۔ بلکہ یہاں کا طرز بیان اور زیادہ غیر شریفانہ اور سوقیانہ ہے اور سچی بات یہ ہے کہ کتاب کو زمین پر پٹک دینے کو جی چاہتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ضمیمہ انجام آتھم کی اس عبارت کے خاص مخاطب بعض عیسائی پادری ہیں۔ لیکن دافع البلاء کی عبارت پڑھنے کے بعد ضمیمہ انجام آتھم کی اس عبارت کے متعلق بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ صرف الزامی باتیں ہیں جو عیسائیوں کے یسوع کے حق میں کہی گئی ہیں۔ کیونکہ دافع البلاء سے معلوم ہو چکا کہ واقعہ میں وہ عیسیٰ علیہ السلام کو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ بلکہ قرآن پاک کو اور خدا کو بھی اپنی گواہی میں لاتے ہیں۔ اسی لئے میں نے اس سلسلہ میں آپ حضرات کے سامنے دافع البلاء کی عبارت پیش کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ انجام آتھم کے ضمیمہ کی یہ عبارت تو میں نے صرف اس لئے پڑھ دی کہ اس میں وہی بات زیادہ گندے طریقہ پر کہی گئی ہے اور دافع البلاء کی عبارت نے اس کی تصدیق کر دی ہے کہ یہ صرف الزامی باتیں نہیں ہیں۔ بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا قادیانی کے یہ دعوے ہیں۔ بہر حال یہ آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ مرزا قادیانی نے ان عبارتوں میں سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں کیسی گندی اور اہانت آمیز باتیں کہی ہیں۔ پس ایسا شخص نبی کیا معنی صاحب ایمان بھی نہیں ہوسکتا ہے۔ بلکہ شرافت وتہذیب کے عام معیار کے مطابق اس کو ایک شریف اور مہذب انسان بھی نہیں کہا جاسکتا۔

اس موقع پر حاضرین مجلس میں سے کسی نے پوچھا کہ آپ بتا سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایسی باتیں کیوں لکھیں؟۔

میں نے کہا...... میرے نزدیک اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا ایک اہم دعویٰ یہ ہے کہ وہ مسیح موعود ہیں۔ یعنی حدیثوں میں آخر زمانہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد کی جو خبریں دی گئی ہیں وہ ہی ان کے مصداق ہیں اور اپنی شان میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے بہت بڑھے ہوئے ہیں اور بعض خاص مشابہتوں اور مناسبتوں کی وجہ سے حدیثوں میں مجازاً ان ہی کو عیسیٰ اور مسیح کہا گیا ہے۔ لیکن اس کے لئے یہ ضروری تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں ان کی سیرت اور ان کا کردار گھٹیا نہ ہو۔ بلکہ بلند اور بڑھیا ہو تو میرا خیال ہے کہ وہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کو اس لئے گرانا چاہتے ہیں کہ اپنے معتقدوں کو یہ باور کرا سکیں کہ سیرت اور کردار کے لحاظ سے مسیح ناصری کے مقابلہ میں میں بلند ہوں۔ مرزا قادیانی کا مشہور شعر ہے کہ:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

بہر حال میں یہی سمجھتا ہوں۔ مرزا قادیانی کی جانچ کے لئے جو چار اصولی باتیں میں آپ حضرات کے سامنے

پیش کرنا چاہتا ہوں ان میں سے پہلی تو یہی تھی جو میں پیش کر چکا اور آپ سن چکے۔ اب آگے سنئے:

دوسری بات: دوسری اصولی بات یہ ہے کہ اللہ کے سچے پیغمبر کے لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ اپنے دعوے کی سچائی اور اپنی بڑائی ثابت کرنے کے لئے بھولے سے بھی کبھی جھوٹ بولے۔ مگر مرزا قادیانی اس معاملے میں بڑے بے باک ہیں اور بہت بے تکلفی اور دیدہ دلیری سے صاف صریح جھوٹ بول جاتے ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو اس کی بہت سی مثالیں میں ان کی کتابوں سے پیش کرسکتا ہوں۔ لیکن چونکہ میرا مطمع نظر اس وقت صرف اتنا ہی ہے کہ مرزا قادیانی کی جانچ اور قادیانیت پر غور کرنے کا ایک صحیح اور اصولی طریقہ آپ حضرات کو بتلا دوں۔ اس لئے میں اس سلسلہ میں بھی مرزا قادیانی کی غلط بیانی کی صرف ایک موٹی مثال آپ کے سامنے پیش کرنا کافی سمجھتا ہوں۔

مرزا قادیانی کے صریح جھوٹ کی ایک مثال

''مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی ایک کتاب میں اور مولوی اسماعیل علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا۔ کیونکہ وہ کاذب ہے۔ مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے۔'' (اربعین نمبر۳ ص۹، خزائن ج۱۷ ص۳۹۴)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مرحوم اور مولانا محمد اسماعیل علی گڑھی مرحوم کے متعلق جو یہ بات لکھی ہے کہ: ''انہوں نے اپنی کتابوں میں یہ قطعی حکم لگایا تھا کہ وہ (یعنی مرزا قادیانی) اگر کاذب ہے تو وہ ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا۔ کیونکہ وہ کاذب ہے اور یہ کہ اپنی جن تالیفات میں انہوں نے یہ بات لکھی تھی وہ شائع بھی ہو چکی ہیں۔''

یہ سب مرزا قادیانی کا تراشا ہوا جھوٹ ہے۔ ان دونوں مرحوم بزرگوں کی ایسی کوئی کتاب روئے زمین پر موجود نہیں ہے اور کبھی شائع نہیں ہوئی جس میں انہوں نے یہ بات لکھی ہو۔ آپ میں سے جس کا جی چاہے اس کی تحقیق کرلے۔ مرزا قادیانی کی زندگی میں بھی ان سے یہ مطالبہ کیا گیا اور پھر ان کے ماننے والوں کو ہمیشہ اس کے لئے چیلنج کیا گیا کہ ان دونوں بزرگوں کی وہ شائع شدہ کتابیں دکھاؤ۔ جن میں یہ مضمون موجود ہو۔ لیکن آج تک کوئی نہیں دکھلا سکا اور نہ قیامت تک کوئی دکھلا سکتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے آپ کو بتلایا یہ مرزا قادیانی کا خالص جھوٹ اور افتراء ہے اور ان کی کذب بیانی کی یہی ایک مثال نہیں ہے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ جو شخص مرزا قادیانی کی کتابوں کو تحقیقی اور تنقیدی نگاہ سے دیکھے گا وہ ان میں اس کی بیسیوں، پچاسوں مثالیں پائے گا کہ وہ اپنی بڑائی اور سچائی ثابت کرنے کے لئے بالکل بے اصل اور بے بنیاد اور خلاف واقعہ باتیں بڑی دیدہ دلیری سے لکھ جاتے ہیں۔ ایسا شخص پیغمبر تو کیا معنی ایک دیانت دار مصنف بھی نہیں سمجھا جاسکتا۔ میں اللہ تعالیٰ کا ایک نہایت حقیر اور گنہگار بندہ ہوں۔ قریب ۲۱،۲۲ سال سے تحریر وتصنیف کا کام کرتا ہوں اور اندازہ یہ ہے کہ مستقل تصانیف کی شکل میں اور الفرقان میں میرے قلم کے لکھے ہوئے ۵،۶ ہزار صفحات ضرور شائع

ہو چکے ہوں گے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ الحمدللہ میں بھی اس معاملے میں مرزا قادیانی سے کہیں زیادہ دیانت دار ہوں اور میرا کوئی مخالف میرے لکھے ہوئے ان ۵،۶ ہزار صفحات میں اس قسم کی غلط بیانی کی ایک مثال بھی نہیں نکال سکتا۔

مرزا قادیانی کے یہاں اس قسم کی غلط بیانیوں کی اتنی بہتات ہے کہ مناظرہ سے دلچسپی رکھنے والے بعض حضرات نے ان کی کتابوں سے اس قسم کی غلط بیانیاں چھانٹ کر مستقل کتابیں صرف اسی موضوع پر لکھی ہیں۔ ان رسالوں میں کذبات مرزا مشہور رسالہ ہے۔ پھر مرزا قادیانی اس قسم کی غلط بیانیاں صرف انسانوں ہی کے حق میں نہیں کرتے۔ بلکہ اللہ ورسول اور قرآن وحدیث کے متعلق بھی اس قسم کی غلط بیانی کرنے میں وہ بڑے جری اور بے باک ہیں۔ ایک مثال اس کی بھی ہدیۂ ناظرین ہے:

اسی کتاب اربعین نمبر۳ میں (جس سے مولانا قصوری مرحوم اور مولانا علی گڑھی مرحوم کے متعلق ان کی ایک غلط بیانی ابھی نقل کی گئی ہے) لکھتے ہیں: ”ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیشین گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔“ (اربعین نمبر۳ص۱۷، خزائن ج۱۷ص۴۰۴)

جو لوگ قرآن اور احادیث کا الحمدللہ علم رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ قرآن اور احادیث کے متعلق مرزا قادیانی کی کیسی بے باکانہ غلط بیانی ہے۔ بہرحال مرزا قادیانی کی یہ کمزوری بھی ایسی ہے جس کے ہوتے ہوئے ان کو کسی بڑے درجہ کا انسان نہیں سمجھا جا سکتا۔ (جاری ہے)

قبول اسلام

گذشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میرپورخاص کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی کے ہاتھ پر دفتر ختم نبوت میرپورخاص میں ایک قادیانی نبی بخش پنھور ولد محمد انور پنھور نے اسلام قبول کیا۔ اس نے اس بات کا اقرار کیا کہ قادیانی مذہب ایک جھوٹا ہے۔ اس موقع پر دفتر ختم نبوت میرپورخاص میں مولانا فیض اللہ مرحوم کے بڑے بیٹے قاری حمیدالرحمن، جناب عزیز اللہ صاحب اور جناب عبدالقیوم پنھور بھی موجود تھے۔ آخر میں استقامت کی دعا کی گئی۔

مسلمانوں کی پریشانی کے اسباب

قسط نمبر: ۲

انتخاب: ابوسجاد

یہ تو ایک رکن ہوا اب اسلام کے باقی ارکان روزہ، زکوۃ، حج میں سے کسی ایک کو لے لو اور عالم پر ایک نگاہ ڈال کر اس کا حشر دیکھ لو کہ ان ارکان پر عمل کرنے والے کتنے ہیں۔ اب دوسری جانب محرمات میں ایک نہایت معمولی سی چیز شراب ہی کو دیکھ لو کہ کتنے اسلام کی حمایت کے دعویدار اور ترقی اسلام پر مر مٹنے والے ایسے ہیں جو کسی جرأت اور بے حیائی سے کھلم کھلا علی الاعلان پیتے ہیں۔

قرآن مجید میں بار بار اس پر تنبیہ فرمائی گئی ہے اور صاف لفظوں میں اس کے چھوڑنے کا حکم فرمایا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے شراب کے پینے والے پر لعنت کی ہے۔ اس کے بنانے والے پر لعنت کی ہے۔ اس کے بنوانے والے پر لعنت کی ہے۔ اس کے بیچنے والے پر لعنت کی ہے۔ خریدنے والے پر لعنت کی ہے۔ لاد کر لے جانے والے پر لعنت کی ہے اور جس کے پاس لے جائی جائے اس پر لعنت کی ہے۔ اس کے پلانے والے پر لعنت کی ہے۔ اس کو بیچ کر اس کی قیمت کھانے والے پر لعنت کی ہے۔

دوسری حدیث میں ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمایا کہ اے محمد ﷺ بے شک اللہ نے شراب پر لعنت فرمائی ہے اور اس کے بنانے والے اور بنوانے والے پر اس کے پینے والے پر اٹھا کر لے جانے والے پر اور جس کے پاس لے جائی جائے اس پر اور اس کے بیچنے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اور پلوانے والے پر (یعنی کوئی اپنے ملازم وغیرہ کے ذریعے سے دوسرے کو پلوائے تو آقا پلوانے والا ہوا اور ملازم پلانے والا) حاکم نے ان دونوں حدیثوں کو صحیح بتایا ہے۔

اب غور کرنے کی چیز ہے کہ اس ایک شراب کی بدولت کتنے آدمی ہیں جو اللہ کی لعنت میں داخل ہوتے ہیں۔ اب غور کرو جن لوگوں پر اللہ پاک اور اس کا وہ رسول جو امت پر زیادہ شفقت اور مہربانی کرنے والے تھے جو ہر وقت امت کی فلاح و کامیابی میں منہمک رہتے تھے۔ دونوں لعنت کرتے ہوں ان لوگوں کا کیا حشر ہوگا اور جو باوجود قدرت کے اس پر سکوت کریں نکیر نہ کریں وہی کون سے کچھ دور ہیں۔ اس کے بعد اپنی حالت کو دیکھو کہ نکیر در کنار کوئی نکیر کرنے والا اس فعل کو برا کہنے والا ہو تو وہ تنگ نظر ہے خشک ملا ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ شراب سے بچو وہ ہر برائی کی کنجی ہے۔ جب ہم لوگ برائیوں کا مقفل دروازہ اپنے ہاتھ سے کھولیں۔ پھر برائیوں کی شکایت کیوں کریں۔ جب ایک سچے اور پکے خبر دینے والے نے فرما دیا کہ اس دروازے کو کھولو گے تو فلاں چیز نکلے گی از خود دروازہ کھولتے ہیں اور وہ چیز نکلتی ہے تو واویلا کرتے ہیں اس بے وقوفی کی کوئی حد بھی ہے۔

اسی طرح سود ہی کے مسئلے کو دیکھ لو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے سچے رسول کے ارشادات کو اوّل غور کرو کہ اللہ جل

جلالہ نے کس زور سے اس کے متعلق قرآن پاک میں تنبیہ اور ممانعت فرمائی۔ حتیٰ کہ اپنے طرف سے اور اپنے رسول کی طرف سے ان لوگوں کو اعلان جنگ فرمادیا ہے جو سود کو نہ چھوڑیں۔

چنانچہ ارشاد ہے کہ: ”فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ ۰ سورۃ البقرہ:۲۷۸“
﴿پس اگر تم ایسا نہ کرو (یعنی سود کا بقایا روپیہ جو لوگوں کے ذمہ ہے نہ چھوڑ دو) تو اشتہار سن لو جنگ کا اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے۔﴾

چونکہ زمانہ جاہلیت میں سود کے معاملات ہوتے تھے۔ اس لئے یہ حکم نازل ہوا کہ جن کا سود کا روپیہ لوگوں کے ذمہ باقی ہے وہ اب ہرگز وصول نہ کریں۔ چہ جائیکہ از سر نو سود لیں۔ احادیث میں نہایت کثرت سے اس پر وعیدیں آئی ہیں۔ کئی حدیثوں میں اس قسم کے ارشادات بھی وارد ہوئے ہیں کہ سود کے تہتر باب (گناہ کے) ہیں۔ جن میں سے کم درجہ ایسا ہے جیسا کہ اپنی ماں سے کوئی زنا کرے اور بدترین سود (کے حکم میں ہے) مسلمانوں کی آبروریزی کرنا۔ ایک حدیث میں ہے۔ ایسے گناہوں سے اپنے کو بچاؤ۔ جن کی مغفرت نہیں ہے۔ ان میں سے سود بھی ہے۔ جو شخص سود کھاتا ہے وہ قیامت کے دن میدان حشر میں پاگلوں کی طرح ہوگا۔ متعدد حدیثوں میں آیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے سود لینے والے پر سود دینے والے پر سودی روپے کی گواہی دینے والوں پر سود کا معاملہ لکھنے والے پر لعنت کی ہے۔ جس پر رسول اللہ ﷺ لعنت کریں اس کا کیا حشر ہوگا۔

ایک حدیث میں ہے کہ جس قوم میں زناکاری اور سودخوری عام ہو جائے۔ اس قوم نے اللہ کے عذاب کے واسطے اپنے کو تیار کرلیا ہے۔ ان ارشادات کو ذہن نشین کرنے کے بعد آج کل کے معاملات کو شرعی قواعد سے جانچو۔ کتنے معاملات ایسے ہیں جن میں سودی لین دین کھلم کھلا ہوتا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ سود کو جائز بتایا جاتا ہے کہ اس کے جواز پر رسالے لکھے جاتے ہیں۔ کوئی اس کے خلاف آواز اٹھائے تو اس پر جھوٹے سچے الزامات لگائے جاتے ہیں۔ اس کا مقابلہ کیا جاتا ہے اور اس کی کوشش کی جاتی ہے کہ اس کی بات نہ سنی جائے۔

یہ دو ایک مثالیں اجمالی طور پر ذکر کی گئی ہیں۔ ان کے علاوہ بقیہ احکام شریعہ کو تم خود دیکھ لو۔ غور کرلو۔ جتنے احکام کرنے کے ملیں گے ان میں تغافل، تساہل بلکہ انکار ملے گا اور جتنے امور نہ کرنے کے ہوں گے ناجائز ہوں گے۔ حرام ہوں گے۔ ان پر جرأت وبیباکی اور ان میں نہایت کثرت سے کھلم کھلا ابتلاء ملے گا۔ اول تو ان پر ٹوکنے والا، روکنے والا کوئی ملے گا نہیں اور اگر کسی جگہ کوئی ایک آدھ پرانے خیال والا مل گیا تو اس کا جو حشر ہورہا ہوگا وہ اظہر من الشمس ہے۔ ان خصوصی مثالوں کے بعد اجمالی طور پر اب میں چند حدیثیں صرف نمونہ کے طور پر لکھتا ہوں جن سے اندازہ ہو جائے گا کہ ہم لوگوں کی پریشانیاں، حوادث، مصائب ہمارے خود اکھٹے کئے ہوئے ہیں۔ اس میں کسی کا کیا قصور ہے۔

اگر نبی اکرم ﷺ کو مسلمان سچا اور اللہ کا نبی سمجھتے ہیں تو ان کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ حضور ﷺ نے جس قسم کے اعمال جس قسم کے عذاب اور پریشانیوں کا مرتب ہونا ارشاد فرمایا ہے وہ ہو کر رہیں گے۔ اگر ہم ان سے بچنا چاہتے ہیں تو ان اعمال کو چھوڑ دیں۔ ہم لوگ آگ میں کود جائیں اور شور مچائیں کہ جل گئے جل گئے اس سے کیا فائدہ۔ ان احادیث کا غور سے مطالعہ کرو اور کثرت سے دیکھا کرو۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب میری امت یہ پندرہ کام کرنے لگے گی تو اس پر بلائیں نازل ہونے لگیں گی:

۱..... غنیمت کا مال ذاتی دولت بن جائے گا۔
۲..... امانت ایسی ہو جائے جیسا غنیمت کا مال۔
۳..... زکوٰۃ کا ادا کرنا تاوان سمجھا جائے۔ (جیسے تاوان ادا کرنا مصیبت ہوتا ہے)
۴..... ایسے ہی زکوٰۃ ادا کرنا تاوان کی طرح مصیبت بن جائے۔
۵..... بیویوں کی فرمانبرداری کی جائے اور ماں کی نافرمانی کی جائے۔
۶،۷..... دوستوں اور یاروں سے نیکی کا برتاؤ کیا جائے اور باپ کے ساتھ ظلم کا برتاؤ کی جائے۔
۸..... مسجدوں میں شور وشغب ہونے لگے۔
۹..... رذیل لوگ قوم کے ذمہ دار سمجھے جائیں۔
۱۰..... آدمی کا اکرام اس وجہ سے کیا جائے کہ اس شر سے محفوظ رہیں۔
(یعنی وہ اکرام کے قابل نہیں۔ مگر اس وجہ سے اس کا اعزاز کیا جائے کہ وہ کسی مصیبت میں مبتلا نہ کر دے۔)
۱۱..... شراب (علی الاعلان) پی جائے۔
۱۲..... مرد ریشمی لباس پہنیں۔
۱۳..... گانے والیاں (ڈومنیاں، کنچیاں وغیرہ) مہیا کی جائیں۔
۱۴..... باجے بنائے جائیں (عام طور سے استعمال کئے جائیں)
۱۵..... امت کے پہلے لوگوں کو (صحابہؓ تابعینؒ اور آئمہ مجتہدینؒ) برا کہا جائے تو امت کے لوگ اس وقت سرخ آندھی اور زمین میں دھنس جانے اور صورتیں مسخ ہو جانے اس قسم کے عذابوں کا انتظار کریں اور اس کا مشاہدہ حال ہی میں کیا گیا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ جب بیت المال کا مال ذاتی دولت بن جائے اور امانت کو مال غنیمت سمجھا جائے اور زکوٰۃ تاوان بن جائے اور علم کو دین کے واسطے نہ سیکھا جائے۔ بلکہ دنیوی اغراض مال و دولت و جاہت وغیرہ کے لئے سیکھا جائے۔ بیوی کی اطاعت ہو اور ماں کی نافرمانی۔ یاروں سے قرب ہو اور باپ سے دوری ہو۔ مسجدوں میں شور وشغب ہونے لگے۔ فاسق لوگ سردار بن جائیں۔ رذیل لوگ قوم کے ذمہ دار بن جائیں۔ برائی کے ڈر سے آدمی کا اعزاز کیا جائے۔ گانے والیاں اور باجے کھلم کھلا استعمال کیے جائیں۔ شرابیں پی جائیں اور امت کے پہلے لوگوں کو برا بھلا کہا جائے تو اس وقت سرخ آندھی اور زلزلہ اور زمین میں دھنس جانے اور صورت مسخ ہو جانے اور آسمان سے پتھر برسنے کا انتظار کریں۔

تیسری حدیث میں ان دونوں کے قریب قریب مضمون ہے اور یہ بھی ہے کہ کم عمر بچے ممبروں پر وعظ کہنے لگیں۔

فائدہ: حضور نبی اکرم ﷺ نے جن امور کو شمار کیا ہے ان میں سے کوئی بھی ایسا ہے جو اس زمانہ میں نہایت شدومد سے شائع نہیں ہے۔ ایک ایک جز کو ان اجزاء میں سے لے لو اور دنیا کے حالات پر نظر کرو تو یہ معلوم ہوگا کہ ساری دنیا اسی میں مبتلا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جس قوم میں خیانت کا غلبہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کے دلوں میں دشمنوں کا خوف ڈال دیں گے اور جس قوم میں زنا کی کثرت ہوگی اس قوم میں اموات کی کثرت ہوگی اور جو جماعت ناپ تول میں کمی کرے گی اس کی روزی میں کمی ہوگی اور جو جماعت حق کے خلاف فیصلے کرے گی اس میں قتل کی کثرت ہوگی

اور جو لوگ بدعہدی میں مبتلا ہوں گے ان پر اللہ جل شانہ کسی دشمن کو مسلط فرمائیں گے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ ایک مرتبہ خاص طور سے متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اے مہاجرین کی جماعت پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جب تم ان میں مبتلا ہو جاؤ گے اور خدا نہ کرے کہ تم ان میں مبتلا ہو۔ (تو ان کے عذاب مسلط ہو جائیں گے) ایک یہ کہ جس قوم میں فاحشہ (زنا وغیرہ) کھلم کھلا ہونے لگے۔ ان میں طاعون اور ایسی نئی نئی بیماریاں ہوں گی جو پہلے کبھی نہ سنی ہوں گی اور جو جماعت ناپ تول میں کمی کرے گی وہ قحط اور مشقت اور بادشاہ کے ظلم میں مبتلا ہوگی اور جو لوگ زکوٰۃ روکیں گے ان سے بارش بھی روک لی جائے گی۔ اگر (بے زبان) جانور نہ ہو تو ذرا بھی ان پر بارش نہ برسائی جائے۔ (مگر جانوروں کی ضرورت سے تھوڑی بہت ہوگی) جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے عہد کو توڑیں گے وہ دشمنوں میں گھر جائیں گے اور جو لوگ ناحق کے احکام جاری کریں گے وہ خانہ جنگی میں مبتلا ہوں گے۔ (الترغیب) اور یہ مضمون تو متعدد روایات میں آیا ہے کہ زنا کی کثرت فقر کو پیدا کرتی ہے۔ ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو قوم بدعہدی کرتی ہے اس میں آپس میں خونریزی ہوتی ہے اور جس قوم میں فحش (زنا) کی کثرت ہوتی ہے اس میں اموات کی کثرت ہوتی ہے اور جو جماعت زکوٰۃ کو روک لیتی ہے ادا نہیں کرتی اس سے بارش روک لی جاتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جن لوگوں میں رشوت کی کثرت ہوتی ہے۔ ان کے دلوں پر رعب کا غلبہ ہوتا ہے۔ یعنی وہ ہر شخص سے مرعوب رہتے ہیں۔ حضرت کعبؓ کہتے ہیں کہ اس امت کی ہلاکت بدعہدی سے ہوگی۔ (درمنثور)

ایک حدیث میں حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ اس امت میں ایک جماعت رات کو کھانے پینے اور لہو ولعب میں مشغول ہوگی اور صبح کو بندر اور سور کی صورتوں میں تبدیل ہو جائے گی اور بعض لوگوں کو زمین میں دھنس جانے کا عذاب ہوگا۔ لوگ کہیں گے کہ آج رات فلاں خاندان دھنس گیا اور فلاں گھر دھنس گیا اور بعض لوگوں پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے۔ جیسے کہ قوم لوط پر برسائے گئے تھے اور بعض لوگ آندھی سے تباہ ہوں گے اور یہ سب کیوں ہوگا؟۔ ان حرکتوں کی وجہ سے یعنی شراب پینے کی وجہ سے، ریشمی لباس پہننے کی وجہ سے، گانے والیاں رکھنے کی وجہ سے، سود کھانے کی وجہ سے اور قطع رحمی کی وجہ سے۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح لکھا ہے۔ (درمنثور)

ایک حدیث میں ہے کہ جس طاعت کا ثواب سب سے زیادہ جلدی ملتا ہے وہ صلہ رحمی ہے۔ حتیٰ کہ بعض گھرانے والے گنہگار رہتے ہیں۔ لیکن صلہ رحمی کی وجہ سے ان کے مال بھی بڑھ جاتے ہیں اور اولاد کی بھی کثرت ہو جاتی ہے اور سب سے زیادہ عذاب لانے والے گناہ ظلم ہے اور جھوٹی قسم ہے کہ یہ مال کو بھی ضائع کرتے ہیں اور عورتوں کو بانجھ کر دیتے ہیں کہ اولاد پیدا نہیں ہوتی اور آبادیوں کو خالی کر دیتے ہیں۔ یعنی اموات کی کثرت ہوتی ہے۔ (درمنثور)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ ہر گناہ کا عذاب حق تعالیٰ شانہ جب تک چاہتے ہیں موخر فرما دیتے ہیں۔ لیکن والدین کی نافرمانی کا وبال بہت جلد ہوتا ہے۔ زندگی ہی میں مرنے سے پہلے پہلے اس کا وبال بھگتنا پڑتا ہے۔ (درمنثور)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم عفیف رہو تو تمہاری عورتیں بھی عفیف رہیں گی۔ تم اپنے والدین کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرو تو تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرتی رہے گی۔ (درمنثور)

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے اور کتنے اہتمام سے فرمایا ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم لوگ نیک کاموں کا حکم کرتے رہو۔ (لوگوں کو تبلیغ کرتے رہو) اور بری باتوں سے روکتے رہو۔ ورنہ حق تعالیٰ شانہ تم پر عذاب نازل فرمائیں گے اور تم لوگ اس وقت دعا بھی کرو گے تو قبول نہ ہوگی۔ (بقیہ صفحہ 35 پر)

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ کا دورہ سندھ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے مولانا محمد اکرم طوفانی کے ہمراہ پانچ دن کا اندرون سندھ دورہ کیا۔

مولانا جولائی کے اوائل میں ۵ر جولائی کو ٹنڈو آدم اور پھر ۶ر جولائی کو کوٹری پہنچے۔ جہاں ۳۲ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا۔ اس کانفرنس میں مولانا کے علاوہ سندھ کے معروف شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغفور ،مولانا اسداللہ ،مولانا محمد اکرم طوفانی ،مولانا محمد نذر عثمانی ،مولانا خان محمد نے خطاب کیا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا محمد علی صدیقی نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس حضرت علامہ احمد میاں حمادی کی صدارت میں منعقد ہوئی۔

اس کے بعد ۷ر جولائی کا جمعۃ المبارک حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے میرپورخاص مدینہ مسجد شاہی بازار میں پڑھایا اور حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نے مسجد نمرہ میں جمعۃ المبارک کا بیان کیا۔ مولانا نے میرپورخاص میں مولانا حفیظ الرحمن ،مولانا شبیر احمد کرنالوی ،قاری بشیر احمد ،قاری سلمان بن محمد اور دیگر علمائے کرام سے ملاقاتیں کیں اور جماعتی امور پر تبادلہ خیال ہوا۔ سفر کراچی جاتے ہوئے حضرت مولانا عزیز الرحمن میرپورخاص سے باہر حید آباد روڈ پر مدینہ مسجد کی شاخ اور زیر انتظام مسجد عرفات میں بھی تشریف لے گئے اس کے بعد تین دن کراچی میں مولانا کا قیام رہا۔

ضلع گوجرانوالہ کے انتخابات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کا انتخابی اجلاس مولانا صاحبزادہ طارق محمود ثاقب کی صدارت میں ہوا۔ جس میں جناب حافظ بشیر احمد کو امیر، جناب عثمان عمر ہاشمی ،مولانا صاحبزادہ طارق محمود ثاقب ،مولانا حافظ محمد ارشد ،مولانا قاری عبدالقدوس عابد نائب امراء، الحاج قاری محمد یوسف عثمانی سیکرٹری جنرل ،حافظ احسان الواحد ڈپٹی سیکرٹری جنرل ،پروفیسر محمد انور جوائنٹ سیکرٹری ،پروفیسر حافظ محمد اعظم خازن ،سید احمد حسین زید سیکرٹری اطلاعات ،قاری عبدالغفور آرائیں ناظم تبلیغ اور حافظ محمد معاویہ سالار چنے گئے۔ اجلاس سے کئی ایک مقررین نے خطاب فرمایا۔

مولانا غلام مصطفیٰ کا دورہ سلانوالی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے مبلغ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ گذشتہ ماہ تبلیغی دورہ پر سلانوالی تشریف لے گئے۔ مولانا نے شہر کی مختلف مساجد جامع مسجد غلہ منڈی ،جامع مسجد عمر ،جامع مسجد بلال ،جامع مسجد مدنی اور جامع مسجد عائشہ میں اجتماعات سے خطاب فرمایا۔ اس تمام پروگرام میں مولانا کی معاونت حضرت مولانا [illegible]

نے کی۔ آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل سلانوالی کی باڈی تشکیل دی گئی۔ جس میں امیر قاری محمد ادریس، ناظم پیر جی محمد افضل الحسینی، ناظم تبلیغ صاحبزادہ حافظ محمد عمران، ناظم نشر واشاعت قاری محمد اکرم، خازن شیخ ابوذر غفاری ایڈووکیٹ اور مرکزی نمائندہ ایس ایس احمد مدنی کو نامزد کیا گیا۔

فیصل آباد میں قادیانیوں کی سرگرمیاں اور اس کا تعاقب

محلہ شادی پورہ فیصل آباد میں محمود شاہ نامی قادیانی نے سادہ لوح مسلمانوں کو قادیانیت کی طرف دعوت دی اور انہیں چناب نگر لے گیا اور اپنی عبادت گاہ میں جمعہ پڑھوایا۔ جس کی اطلاع محلہ کے حضرات کو ہوئی تو انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے مبلغ مولانا عبدالخالق سے رابطہ کیا۔ جس پر مولانا عبدالخالق نے جامع مسجد امینیہ میں ایک احتجاجی میٹنگ بلائی۔ جس میں جناب سید زکریا شاہ، حضرت مولانا مفتی محمد قاسم اور جامع حبیبیہ کے علماء، محلہ کے معزز حضرات نے شرکت کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جناب زکریا شاہ نے کہا کہ مرزائی اس قسم کی سرگرمیوں میں ملوث ہورہے ہیں جس کا حکومت اور ضلعی انتظامیہ کو نوٹس لینا چاہیے۔ تاکہ سادہ لوح مسلمان مرزائی ہتھکنڈوں سے اور مرتد ہونے سے بچ سکیں۔ آخر میں مجلس کی رکنیت سازی کی گئی اور فوری طور پر مقامی جماعت تشکیل دی گئی۔ جس میں مولانا سعید الدین نقشبندی کو امیر، قاری حمید الدین کو نائب امیر، محمد عمر کو ناظم، جناب محمد نوید کو نائب ناظم اور محمد آصف کو سیکرٹری اطلاعات اور محمد عمران کو خازن مقرر کیا گیا۔

قاضی محمد عارف کی وفات

تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس تحصیل ضلع ایبٹ آباد کے سیکرٹری مالیات قاضی محمد عارف جواں عمری میں انتقال کر گئے۔ انہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے خاتمے کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ وہ تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس کے پرانے کارکنوں میں شمار ہوتے تھے۔ ان کی نماز جنازہ میں مقامی علماء اور تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس کے کارکنوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ ادارہ لولاک مرحوم کے لئے دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کا انتخابی اجلاس

انتخابی اجلاس حاجی محمد ایوب کے مکان بلاک نمبر ا میں منعقد ہوا۔ کارکنان اور رضاکاران ختم نبوت نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ متفقہ طور پر درج ذیل عہدیداروں کا اعلان کیا گیا۔ سرپرست مولانا احمد ہاشمی، امیر حضرت مولانا محمد ارشد خطیب جامع مسجد بلاک نمبر۱۲، نائب امیر حضرت مولانا نذیر احمد شیخ الحدیث جامعہ علوم شرعیہ ساہیوال، ناظم قاری محمد زاہد، ناظم تبلیغ حضرت مولانا کفایت اللہ حنفی، ناظم نشر واشاعت حافظ محمد اصغر عثمانی خطیب جامع مسجد رحیمیہ چیچہ وطنی، خازن جناب حاجی محمد ایوب۔ اجلاس میں مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالحکیم نعمانی، حاجی مظہر علی، شیخ محمد ضرار اور عبدالعلیم کے علاوہ کافی تعداد میں کارکنوں نے شرکت کی اور نومنتخب عہدیداران کو مبارکباد پیش کی۔

مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں

درجہ کتب و درس نظامی کا اجراء

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے نئے تعلیمی سال 10 شوال 1427ھ سے مدرسہ تعلیم القرآن ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں درجہ کتب و درس نظامی کے آغاز کا فیصلہ کیا ہے۔

☆...... درجہ کتب کے تعلیمی نظام کی سرپرستی حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی شیخ الحدیث جامعہ باب العلوم کہروڑپکا فرمائیں گے۔

☆...... اس وقت مدرسہ ہذا میں شعبہ حفظ، قرأت وگردان اور پرائمری تک سکول کی تعلیم کا اہتمام ہے۔ ہر ماہ ان کا تعلیمی ٹیسٹ ہوتا ہے۔ گزشتہ چند سالوں میں کئی حافظ طلباء نے باقاعدہ پرائمری کا محکمہ تعلیم کے تحت امتحان پاس کیا۔

☆...... اس سال 10 شوال سے درجہ فارسی کے تینوں درجوں کا داخلہ ہوگا۔ حفاظ طلباء اور پرائمری پاس طلباء کو شعبہ فارسی کے ساتھ وفاق المدارس کے نصاب کے تحت مڈل کی تیاری کرائی جائے گی۔

☆...... آئندہ ہر سال ایک ایک درجہ بڑھا کر اسے خامسہ تک لے جایا جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز! اس مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے والوں کو تقابل ادیان کی خصوصی طور پر تیاری کرائی جائے گی۔

☆...... حفاظ طلباء اور پرائمری پاس طلباء جو وفاق کے نصاب کے تحت درجہ فارسی اور مڈل کی تعلیم حاصل کرنے کے خواہش مند ہوں داخلہ حاصل کرنے کے لئے مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان رابطہ کریں۔

☆...... درجہ کتب کے طلباء کے لئے ناشتہ، کھانا، کتب اور مزید سہولیات دی جائیں گی۔

شعبہ نشر و اشاعت: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان، فون: 4514122

سالانہ ختم نبوت کانفرنس بہاولپور
بمقام جامع مسجد الصادق بتاریخ 4 ستمبر 2006ء بروز پیر بعد نماز عشاء
زیر سرپرستی
حضرت قبلہ مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ
زیر صدارت
حضرت مولانا سید عبدالوہاب شاہ صاحب
حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو صاحب
حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب
حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب
حضرت مولانا سید ضیاء اللہ شاہ صاحب
حضرت مولانا محمد اسحاق ساقی صاحب
مہمان خصوصی
جناب حاجی منیر اختر صاحب
منجانب حاجی سیف الرحمن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور فون: 0300-6851586

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. NO. M-108

فرما گئے یہ ھادی ﷺ لا نبی بعدی

پچیسویں سالانہ دو روزہ

تحفظِ ختمِ نبوّت کانفرنس

۲۷، ۲۸ شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ / 21-22 ستمبر 2006ء جمعرات، جمعہ

بمقام جامع مسجدِ ختمِ نبوت مسلم کالونی چناب نگر

توحیدِ باری تعالیٰ

سیرۃ خاتم الانبیاء ﷺ

مسئلہ ختمِ نبوّۃ

مخدوم المشائخ حضرت اقدس مولانا

خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام

عظمت صحابہؓ و اہلِ بیتؓ

اتحادِ اُمت

سہ سالہ مرکزی انتخابات کا انعقاد 22 ستمبر بروز جمعہ صبح 9 بجے مسجد ختم نبوت مسلم کالونی میں ہوگا

جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ، قائدین دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

شرکاء کورس ردِ قادیانیت میں سندات و انعامات تقسیم ہونگے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت ◎ چناب نگر ◎ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ

فون ملتان: 061-4514122 چناب نگر: 047-6212611

قیمت فی شمارہ -/10 روپے
قیمت سالانہ -/100 روپے